﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم　نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکريم　وعلیٰ عبده المسيح الموعودؑ﴾

انصارالدین

جلد۳　نمبر۳

مئی تا جون ۲۰۰۶ء

انصاراللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔

(انشاء اللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر شمیم احمد

مدیر (اردو)
محمود احمد ملک

نائبین
عبدالمجید عامر
حسن خان

مدیر (انگریزی): احد بھنو

مینیجر: محمد اسحٰق ناصر

"Ansaruddin" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF　e-mail address: ansaruddin_uk@yahoo.co.uk

اداریہ:

ہمارا عہد۔ خلافت کی حفاظت

مجلس انصاراللہ کے عہد کے تحت ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہیں گے نیز اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتے رہیں گے۔ گویا ہم انفرادی اور قومی طور پر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ہر ممکن قربانی کریں گے۔

قوموں کی زندگی میں عہدوں کی پابندی بے حد اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جب تک قوم انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنے عہدوں کی پاسداری کرتی رہتی ہے اس وقت تک اس میں اتحاد قائم رہتا ہے اور وہ قوم ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ جب قوموں میں عہدوں کی پابندی ختم ہو جائے تو اُس کے نتیجہ میں بددلی اور اس کے بعد بدظنی جنم لے لیتی ہے اور بعض دفعہ صرف چند لوگوں کے بدعمل سے قومی نظام اور اتحاد میں ایک رخنہ پیدا ہو جاتا ہے جو اگرچہ ایک عرصہ کے بعد ہی، مگر قومی تباہی پر منتج ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ جماعت احمدیہ کی روح نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ہے اور جماعت کی بقا خلافت کے ساتھ منسلک ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کیلئے خلیفہ وقت کی اطاعت اور نظام خلافت کی حفاظت ایک لازمی امر ہے۔ خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے سپرد ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا عظیم الشان کام کیا ہے۔ اس عظیم الشان کام کو منظّم طور پر کرنے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے جس عظیم الشان اتحاد اور یکجہتی کی ضرورت ہے وہ خلافت کے بغیر ناممکن ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے بعد دشمن بے حد شاداں تھے کہ اب احمدیت ختم ہو جائے گی۔ شاید ایسا ہو جاتا اگر خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق خلافت کو قائم نہ کر دیتا۔ پس یہ خلافت کی برکت ہے کہ جماعت نہ صرف زندہ و قائم ہے بلکہ اس پر طلوع ہونے والا ہر دن اس کی ترقی کا بھی گواہ ہے بلکہ اب تو منزل کے نشانات بھی واضح دکھائی دینے لگے ہیں۔

جب اس بات کا جائزہ لیا جائے کہ اسلام کے دورِ اوّل میں خلافت کیوں اتنی جلدی ختم ہو گئی تو دو اہم امور سامنے آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب لوگ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوئے تو ان پر خلافت کی اہمیت اور اس کا احترام واضح نہ کیا گیا اور جو برکات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں ان کو نہ سمجھا گیا۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں میں بغاوت کی روح پیدا ہو گئی تھی۔ اُس وقت جو ترقیات ملیں وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے طفیل نصیب ہوئیں تھیں مگر ترقی کے دَور میں مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیالات پیدا ہونے شروع ہو گئے کہ ترقیات ان کے طفیل مل رہی ہیں اور ان کا حق ہے جسے چاہیں خلیفہ مقرر کریں۔ خدا تعالیٰ نے خلافت کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں ان سے خلافت کو اٹھا لیا اور ان کا قومی تنزل شروع ہو گیا۔ پس آج ہمارے لئے لازمی ہے کہ بیدار مغزی کا ثبوت دیتے ہوئے ان باتوں کو اپنے اندر پیدا نہ ہونے دے جن سے پہلوں نے نقصان اٹھایا۔ پہلے بھی دشمنوں نے خلافت احمدیہ کے خلاف کارروائیاں کیں مگر موجودہ دَور میں مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ایک نئے رنگ میں وہ اپنے حملوں کا آغاز کر رہے ہیں۔ مومن خدا تعالیٰ کے عطا کردہ نورِ فراست سے دیکھتا ہے اور کسی بھی رنگ میں حملہ ہو وہ اسے پہچان سکتا ہے اور اس کے خلاف ہوشیاری اور بیدار مغزی سے کام لیتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو ایک بے حد اہم پیغام دیا ہے جو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ:

''اب چونکہ خدا تعالیٰ نے پھر اپنے فضل سے مسلمانوں کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں خلافت قائم کی ہے اس لئے میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم ہمیشہ اپنے آپ کو خلافت سے وابستہ رکھو اور خلافت کے قیام کے لئے قربانیاں کرتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو خلافت تم میں ہمیشہ رہے گی۔ خلافت تمہارے ہاتھ میں خدا تعالیٰ نے دی ہی اس لئے ہے تا وہ کہہ سکے کہ میں نے اسے تمہارے ہاتھ میں دیا تھا۔ اگر تم چاہتے تو یہ چیز تم میں قائم رہتی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے الہامی طور پر بھی قائم کر سکتا تھا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس نے یہ کہا کہ اگر تم لوگ خلافت کو قائم رکھنا چاہو گے تو میں بھی اسے قائم رکھوں گا گویا اس نے تمہارے منہ سے کہلوانا ہے کہ تم خلافت چاہتے ہو یا نہیں چاہتے۔ اب اگر تم اپنا منہ بند کر لو یا خلافت کے انتخاب میں اہلیت مدنظر نہ رکھو تو تم اس نعمت کو کھو بیٹھو گے۔ پس مسلمانوں کی تباہی کے اسباب پر غور کرو اور اپنے آپ کو موت کا شکار ہونے سے بچاؤ۔ تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہئیں۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رخ کو پھیر دیتی ہے۔ بلکہ تمہارا کام یہ ہے کہ تم وہ چینل بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل ہو جس کا کام یہ ہے کہ وہ فیضانِ الٰہی جو رسول کریم ﷺ کے ذریعہ حاصل ہوا ہے اسے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی۔ اور اگر تم اس فیضانِ الٰہی کے رستہ میں روک بن گئے، اس کے رستہ میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے تو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہوگا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی اور تم اسی طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں''۔

(تفسیر سورۃ النمل تفسیر کبیر جلد ھفتم صفحہ 429-430)

درس القرآن

وَعَدَاللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِىْ ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَايُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور:56)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت میں تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ اگر مسلمان قومی طور پر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے تو ان کو کیا انعام ملے گا۔ مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میں سے جو لوگ خلافت پر ایمان لائیں گے اور خلافت کے استحقاق کے مطابق عمل کریں گے اور ایسے اعمال بجالائیں گے جو انہیں خلافت کا مستحق بنادیں تو ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں اُسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو اس نے خلیفہ بنایا تھا اور ان کی خاطر ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے دنیا میں قائم کرے گا۔ جب کبھی بھی ان پر خوف کا وقت آئے گا اللہ تعالیٰ اسے امن سے بدل دے گا۔ اور ایسا ہوگا کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور کسی کو میرا شریک نہیں قرار دیں گے۔ لیکن جو لوگ مسئلہ خلافت پر ایمان لانا چھوڑ دیں گے وہ اس انعام سے متمتع نہیں ہوں گے بلکہ اطاعت سے خارج سمجھے جائیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے اور ان سے یہ وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کے لئے مناسب کوشش اور جدوجہد بھی کرتے رہے تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالیٰ نے خلافت قائم کی تھی اسی طرح ان کے اندر بھی خلافت قائم کردے گا اور خلافت کے ذریعہ سے ان کو ان کے دین پر قائم فرمائے گا جو خدا تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور اس طرح دین کی جڑیں مضبوط کردے گا۔ اگر ان پر خوف آئے گا تو انہیں خوف کے بعد امن کی حالت میں لے آئے گا۔ اس طرح وہ خدائے واحد کے پرستار بنیں رہیں گے اور شرک نہیں کریں گے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک وعدہ ہے پیش گوئی نہیں۔ اگر مسلمان ایمان بالخلافت پر قائم نہیں رہیں گے اور ان اعمال کو ترک کردیں گے جو خلافت کے قیام کے لئے ضروری ہیں تو وہ اس انعام کے مستحق نہیں رہیں گے۔ اور وہ خدا تعالیٰ پر یہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ اس نے وعدہ پورا نہیں کیا۔ اسی لئے اس آیت سے اگلی آیت میں نمازوں کے قیام اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اسی طرح فرمایا گیا کہ اللہ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلافت کے ساتھ دین کی تمکین کرکے وہ اطاعتِ رسول کرنے والے قرار پائیں گے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خلیفہ خود خدا تعالیٰ بناتا ہے یعنی اس کے بنانے میں کسی انسان کا ہاتھ نہیں ہوتا۔ جو خلیفہ بنتا ہے نہ وہ خود خواہش کرتا ہے کہ وہ خلیفہ بنے اور نہ کسی منصوبہ کے ذریعہ وہ خلیفہ بن سکتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایسے حالات میں خلیفہ بنتا ہے کہ جب کہ اس کا خلیفہ بننا ناممکن نظر آتا ہے۔ پس خلیفہ وہی ہوگا جسے خدا تعالیٰ خود خلیفہ بنانا چاہے گا۔

سچے خلیفہ کی علامات میں سے سب سے اہم علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی تائید اور نصرت ایسے انسان کے شاملِ حال رہتی ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کو خود چن لے اور اور پھر اس کے کاموں میں اس کا مددگار نہ ہو۔ خدا تعالیٰ خود ایسے انسان کی رہنمائی فرماتا ہے کہ وہ ایسے کام کرے جن سے دین کو تمکنت حاصل ہو۔ پھر خدا تعالیٰ ایسے انسان کی مدد کے لئے خدمت گاروں کی ایک جماعت پیدا کردیتا ہے جو اس کے خادموں کی طرح ہوتے ہیں اور اس کے کاموں میں ممد و مددگار رہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ ایسے خاندانوں سے تھے کہ بظاہر کوئی جتھہ نہیں رکھتے تھے مگر خدا تعالیٰ نے انہیں چن لیا اور ان کے ذریعہ اسلام کو عظیم الشان فتوحات عطا فرمائیں۔ اسی طرح ہم یہی نظارہ اسلام کے دورِ آخر میں دیکھتے ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے بظاہر کمزور نظر آنے والے انسانوں کو چنا مگر ان کے ذریعہ احمدیت کی حفاظت فرمائی۔ ہر خوف کے دور کو امن کے دور میں بدل دیا اور اپنے وعدہ کے مطابق ترقی پر ترقی عطا فرماتا جارہا ہے۔ وہ لوگ جنہوں نے خلافت کے خلاف سازش کی اور خود خلیفہ بننا چاہا اور خلافت کو چھوڑ دیا ان کی حالت کسقدر عبرت ناک ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت کا انکار کرکے قوم فلاح کے راستہ پر گامزن نہیں رہ سکتی۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو خلافت کے انعام کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :
اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ۔

(مسلم)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایمان یہ ہے کہ تُو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور یوم آخر یعنی جزا سزا کے دن پر ایمان لائے اور اس کے علاوہ تُو خدا کی تقدیر خیر و شر پر بھی ایمان لائے۔

اس حدیث میں اسلام کی تعلیم کے مطابق ایمان کی تشریح بیان کی گئی ہے جو چھ بنیادی باتوں پر مشتمل ہے۔

(اوّل) اللہ پر ایمان لانا جو دنیا کا واحد خالق و مالک خدا ہونے کی وجہ سے ایمانیات کا مرکزی نقطہ ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ عربی زبان میں اللہ کا لفظ خدائے واحد کے سوا کسی اَور کے متعلق استعمال نہیں کیا جاتا اور اس سے مراد ایسی ہستی ہے جو تمام عیوب سے پاک اور تمام صفاتِ حسنہ سے متصف اور تمام علوم کی حامل اور تمام طاقتوں کی سرچشمہ ہے۔

(دوم) فرشتوں پر ایمان لانا جو خدا کی ایک نہ نظر آنے والی مگر نہایت اہم مخلوق ہے۔ فرشتے خدا کے حکم کے ماتحت اس کارخانۂ عالم کو چلانے والے اور خدا کی طرف سے پیدا کئے ہوئے اسباب کے نگران ہیں اور فرشتے خدا اور اس کے رسولوں کے درمیان پیغام رسانی کا واسطہ بھی بنتے ہیں۔

(سوم) خدا کی طرف سے نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لانا جن کے ذریعہ دنیا کو خدا تعالیٰ کے منشاء کا علم حاصل ہوتا ہے۔ ان کتابوں میں سے آخری اور دائمی کتاب قرآن شریف ہے۔ جس نے پہلی تمام شریعتوں کو جو وقتی اور قومی نوعیت کی تھیں منسوخ کر دیا ہے اور اب قیامت تک قرآن کے سوا کوئی اَور شریعت نہیں۔

(چہارم) خدا کے رسولوں پر ایمان لانا۔ جن پر وقتاً فوقتاً الہامی کتابیں نازل ہوتی رہی ہیں اور جو اپنے عملی نمونہ سے خدا کے منشاء کو دنیا پر ظاہر کرتے رہے ہیں۔ ان میں سے آخری صاحبِ شریعت اور خاتم النبیین ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سید ولد آدم اور فخر انبیاء اور افضل الرسل ہیں۔

(پنجم) یومِ آخرت پر ایمان لانا جو موت کے بعد آنے والا ہے اور جس میں انسان نئی زندگی حاصل کر کے اپنے ان اچھے یا بُرے اعمال کا بدلہ پائے گا جو اس نے دنیا میں کئے ہوں گے۔

(ششم) تقدیر خیر و شر پر ایمان لانا جو خدا کی طرف سے دنیا میں جاری شدہ قانون کی صورت میں قائم ہے۔ یعنی اس بات پر یقین رکھنا کہ دنیا کا قانون قدرت اور قانون شریعت ہر دو خدا کے بنائے ہوئے قانون ہیں۔ اور خدا ہی اس سارے مادی اور روحانی نظام کا بانی اور نگران ہے۔ خدا نے ہر کام کے متعلق خواہ وہ روحانی ہے یا مادی، یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ اگر یوں کرو گے تو اس کا اس اس طرح اچھا نتیجہ نکلے گا اور پھر خدا اپنے قانون کا مالک بھی ہے اور ایسے امور میں جو اس کی کسی بیان کردہ سنت یا وعدہ یا صفت اور پھر خدا کے خلاف نہ ہوں۔ وہ اس قانون میں اپنے رسولوں اور نیک بندوں کی خاطر خاص حالات میں استثنائی طور پر تبدیلی بھی کر سکتا ہے۔ چنانچہ معجزات کا سلسلہ عموماً اسی استثنائی قانون سے تعلق رکھتا ہے۔

(چالیس جواھرپارے مصنّفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ)

کلام الامام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

'' یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو پیدا کیا ہے ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا ﴿كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ﴾ (المجادلہ : ۲۲)۔ (ترجمہ: خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہی غالب رہیں گے)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں، اس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی اور ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ﴿وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ (النور:۵۶) یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا جبکہ حضرت موسیٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچاویں، فوت ہو گئے اور بنی اسرائیل میں ان کے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسیٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت تمام حواری تتر بتر ہو گئے اور ایک ان میں سے مرتد بھی ہو گیا۔

سو اے عزیزو! قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن جب مَیں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی''۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۴، ۳۰۵)

فرمودات سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

''ایسے وقت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ایک طوفان بدتمیزی مچا ہوا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے آپ پر دُرود بھیجتے ہوں گے، بھیج رہے ہوں گے، بھیج رہے ہیں۔ ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلہ اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود وصدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہونا چاہئے اور آپؐ کی آل سے ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھی عقل دے، سمجھ دے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرستادہ کو پہچانیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند کی جماعت میں شامل ہوں جو صلح، امن اور محبت کی فضا کو دوبارہ دنیا میں پیدا کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بلند کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کے باوجود آج پھر دیکھ لیں چودہ سو سال کے بعد بھی اسی مہینے میں جب محرم کا مہینہ ہی چل رہا ہے اور اسی سرزمین میں پھر مسلمان مسلمان کا خون بہا رہا ہے مگر سبق کبھی بھی نہیں سیکھا اور ابھی تک خون بہاتے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور اس عمل سے باز آئیں اور اپنے دل میں خدا کا خوف پیدا کریں اور اسلام کی سچی تعلیم پر عمل کرنے والے ہوں۔ یہ سب کچھ جو یہ کر رہے ہیں زمانے کے امام کو نہ پہچاننے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انکار کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

پس آج ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس نے اس زمانہ کے امام کو پہچانا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی محبت کے جذبے کی وجہ سے بہت زیادہ دُرود پڑھیں، دعائیں کریں، اپنے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی تا کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو تباہی سے بچالے۔

آنحضرت ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں امت مسلمہ کو بہت جگہ دیں۔ غیروں کے بھی ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔ ابھی پتہ نہیں کن کن مزید مشکلوں اور ابتلاؤں میں اور مصیبتوں میں ان لوگوں نے گرفتار ہونا ہے اور ان مسلمانوں کو سامنا کرنا پڑنا ہے۔ اور کیا کیا منصوبے ان کے خلاف ہو رہے ہیں۔ اللہ ہی رحم کرے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ سیدھے راستے پر چلاتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہم شکرگزار بندے ہوں۔ اور اس کا شکر کریں کہ اس نے ہمیں اس زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی ہے۔ اور اب اس ماننے کے بعد اس کا حق ادا کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔''

(ارشاد فرمودہ ۲۴/فروری ۲۰۰۶ء بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن)

احباب جماعت کے نام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک اہم پیغام

''قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا ہے اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرتِ ثانیہ نہ ہو تو اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں۔ اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے...... اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔''

(مشعل راہ جلد پنجم صفحہ5)

ضرورت نبوت وخلافت

(ڈاکٹر شمیم احمد)

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے قبل سارا عالم اسلام ایک مسیحا کی آمد کا بڑی شدت سے منتظر تھا کیونکہ مخبر صادق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر پیش گوئی فرمائی تھی کہ آخری دور میں جب کہ اسلام کسمپرسی کی حالت میں ہوگا امام مہدی ظاہر ہوں گے اور وہ تم میں سے تمہارے امام ہوں گے اور ان کے ذریعہ پھر اسلام کو شان و شوکت نصیب ہوگی۔ مسلمانوں کے تمام فرقے امام مہدی اور حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کی راہیں دیکھ رہے تھے۔ اُن کے خطبات اور تقاریر اور کتابوں میں ہر جگہ ایک آنے والے کا تذکرہ ملتا تھا جو ان کی زبوں حالی کو ختم کر کے اُنہیں دین و دنیا کی دولت سے مالا مال کردے گا۔ نہ صرف مسلمان بلکہ دوسرے مذاہب بھی ایک روحانی پیشوا کی آمدِ ثانی کے شدت سے منتظر تھے۔ سب کا حال آج کے یہود کی طرح تھا کہ ایک مدت سے ایک مسیحا کے نزول کے منتظر تھے اور دیوارِ گریہ کے پاس خدا تعالیٰ کے حضور ایک نجات دہندہ کی امید لگائے بیٹھے تھے۔ قرآن و حدیث کی بہت سی پیشگوئیوں کے مطابق اکثر مسلمان علماء کا یقین تھا کہ چودھویں صدی میں وہ امام ظاہر ہوگا۔ اُس دور کی تاریخ اور کتب کا مطالعہ کیا جائے تو یوں لگتا ہے کہ سارا عالم اپنے دور کے ابراہیم کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ کچھ لوگ آنے والے کو زمین میں تلاش کر رہے تھے اور بعض کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھتی تھیں۔ مسلمانانِ عالم بالخصوص اس وقت شدید زبوں حالی کا شکار تھے اور دنیا میں ہر جگہ غیر مسلم اُن پر مسلط تھے اور اسلام مذہبی طور پر اندرونی اور بیرونی حملوں کا آسان شکار بنا ہوا تھا۔ اُس وقت عیسائیت کی یلغار ایسی تند و سریع تھی کہ عیسائی منادطاقت و حکومتوں کی پشت پناہی کی بناء پر کامل یقین رکھتے تھے کہ بہت جلد وہ اسلام پر غالب آجائیں گے۔ ایسے وقت میں وہ مسلمان جن کے دلوں میں اسلام کا درد تھا بڑی بے تابی سے امام مہدی کی آمد اور حضرت عیسیٰ کے نزول کے منتظر تھے۔ علماء منبروں پر ایک مسیحا کی آمد کا ذکر کر کے مسلمانوں کے مایوس دلوں کو امید کی روشن کرن دکھایا کرتے تھے۔ سبھی کا یہ خیال تھا کہ آنے والا چودھویں صدی میں ہی ظاہر ہوگا۔ اُس زمانے کے مشہور عالم نواب صدیق حسن خان نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں یہاں تک لکھ دیا کہ چند سالوں میں وہ امام ظاہر ہونے والا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''چودھویں صدی ہجری کے شروع ہونے میں ابھی دس سال باقی ہیں۔ اگر چودھویں صدی کے سر پر مہدی علیہ السلام کا ظہور یا عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو پھر وہی چودھویں صدی کے مجدد و مجتہد ہوں گے''۔

اسی طرح وہ مسلمان جنہیں خدا تعالیٰ نے نورِ فراست سے منوّر کیا ہوا تھا اور جن کے دلوں میں محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت جاگزیں تھی اور وہ اسلام کے لئے بے پناہ درد رکھتے تھے اُن کی نظریں بار بار قادیان کی مقدّس اور برگزیدہ ہستی کی طرف اٹھتی تھیں۔ انہیں اسلام کے لئے ایک روشن صبح کے طلوع ہونے کا واضح اشارہ مل چکا تھا وہ عرض کرتے تھے:

ہم مریضوں کی ہے تم پہ نظر　　تم مسیحا بنو خدا کے لئے

جیسا کہ مخبر صادق ﷺ نے خبر دی تھی وہ امام عین اُن پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر ہوا اور اپنے ساتھ بے شمار روشن اور بیّن دلائل لے کر آیا۔ زمین نے بھی اُس کے لئے گواہی دی اور آسمان سے بھی اُس کی صداقت کے لئے نشانات ظاہر ہوئے مگر افسوس صد افسوس کہ مسلمانوں نے مسیحِ محمدی کا اُسی طرح انکار کر دیا جیسا کہ یہود نے مسیح موسوی کو سچا نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر انداز میں مسلمانوں کو پیغام پہنچایا اور ہر قسم کے دلائل و براہین سے سمجھانے کی کوشش کی مگر اکثریت نے بالخصوص علماء نے اپنی کور بینی کا ثبوت دیتے ہوئے حق کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے واضح طور پر فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی نیابت و غلامی میں جسے خدا تعالیٰ نے بھجوانا تھا وہ بھجوا چکا ہے اور جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا وہ آچکا ہے اب قبول کرنا یا نہ کرنا تمہارا کام ہے۔ آپؑ نے بڑی تحدی کے ساتھ اعلان فرمایا کہ جس مسیحا کے تمام مذاہب منتظر تھے وہ میں ہی ہوں اور یاد رکھو کہ اب کوئی آسمان سے نہیں اترے گا اور بہت جلد کیا مسلمان اور کیا دوسرے مذاہب اِس عقیدہ سے بے زار ہو جائیں گے۔ آپؑ نے فرمایا:

''یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہ اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہ دیکھے گا۔ اور پھر اُن کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتا نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اِس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہ ہوگی کہ عیسیٰ کا انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید ہو کر اور بدظن ہو کر اِس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے کے لئے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اُس کو روک سکے۔''

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ65)

نزول مسیح کے بعد اہم تغیرات

صدیوں سے لاکھوں کروڑوں انسان ایک عظیم الشان مسیحا کی آمد کے منتظر تھے جس کا نزول چودھویں صدی میں ہونا مقدر تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام کی آمد اور دعویٰ بذاتِ خود چودھویں صدی کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے ساتھ دنیا نے کئی اہم تغیرات کو عمل پذیر ہوتے دیکھا جن کا ذکر قرآنِ مجید میں بڑی وضاحت اور شان کے ساتھ بیان فرمایا گیا ہے۔ اسی طرح تمام احادیث میں مذکورہ پیش گوئیاں بڑی شان کے ساتھ پوری ہو کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور اسلام کی سچائی پر گواہ بن گئیں۔

دوسری طرف ایک اہم تغیر یہ ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم الکلام نے حیرت انگیز طور پر عیسائیت کی یلغار کو روک دیا اور معبودانِ باطلہ کی تعلیمات کا طلسم دھواں بن کر اڑنے لگا۔ یہ ایک الگ جامع مضمون ہے مگر دنیا نے ایک بہت ہی اہم تغیر یہ دیکھا کہ تمام مذاہب جو ایک مسیحا کی آمد کے منتظر تھے بالخصوص مسلمان جو حضرت عیسیٰ ابن مریم کے نزول کے دعویٰ دار تھے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق اس عقیدہ سے بے زار ہو چکے ہیں۔ تمام پڑھے لکھے مسلمان اب مسیح کی آمدِ ثانی کے متعلق بات کرنا بھی پسند نہیں کرتے اور جس طرح کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا وہ یکدم اس عقیدہ کو چھوڑ چکے ہیں۔ تمام عالمِ اسلام پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو کوئی اِس موضوع پر بات کرتا ہوا دکھائی نہ دے گا۔ مسلمانوں کے نزدیک جو اُن کے مفکّر ہیں وہ بھی انہیں کہہ رہے ہیں کہ اب کوئی مسیح و مہدی نہیں آئے گا۔ علامہ اقبال نے 1905 میں ایک نظم میں جو اشعار کہے اس میں وہ تلقین کرتے ہیں کہ

مینارِ دل پہ اپنے خدا کا نزول دیکھ
یہ انتظارِ مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے

(ماهنامه مخزن مئی1905)

اسی طرح علامہ اقبال خود لکھتے ہیں:

''مہدی و مسیح کے دوبارہ ظہور اور مجدّدیت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ایرانی اور عجمی تخیّلات کا نتیجہ ہیں۔ عربی تخیّلات اور قرآنِ کریم کی صحیح سپرٹ سے ان کا کوئی سروکار نہیں۔'' (اقبال نامہ حصہ دوم صفحہ 231-230)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے ساتھ دنیا میں بالخصوص عالمِ اسلام میں ایک اور اہم تبدیلی ظہور پذیر ہو چکی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ آخری زمانے میں پھر سے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ آنحضرت ﷺ کی اس پیش گوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعتِ احمدیہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ آپ کے وصال کے بعد ان میں قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت کا نظام جاری ہوگا جو ہمیشہ اُن کے ساتھ رہے گا۔ آپؑ نے فرمایا: ''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

(روحانی خزائن جلد 20صفحہ 205)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق جماعتِ احمدیہ میں خلافت کا نظام جاری ہوا اور اپنے عظیم الشان سفر کے دوران سو سال کے اہم سنگِ میل پر پہنچنے والا ہے۔ جماعتِ احمدیہ نے خلافت کے ساتھ جس وفا اور وابستگی کا مظاہرہ کیا ہے خدا تعالیٰ نے اس کے نتیجہ میں جو برکات احمدیوں پر بارش کی طرح نازل فرمائی ہیں ان کا احاطہ کرنا ناممکن ہے اور نہ ایک مختصر مضمون اس کا متحمل ہو سکتا ہے۔ خلافت احمدیہ کے قیام اور استحکام اور اس کے نتیجہ میں فتوحات نے ایک اور اہم تغیر دنیا میں پیدا کر دیا ہے کہ اب ہر مسلمان کا دل چاہتا ہے کہ ان میں بھی خلافت کا نظام جاری ہو سکے۔ وہ امام مہدی کی آمد اور حضرت عیسیٰ کے نزول سے مایوس ہو چکے ہیں اور اب ان کی خواہش اس رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے کہ کاش وہ بھی خلافت کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

اسلام کی مذہبی و سیاسی طاقت میں جو انحطاط پیدا ہوا وہ ہندوستان میں مغلیہ حکومت کے خاتمہ اور ترکی میں سلطنت عثمانیہ کے زوال اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے پر ختم ہوا۔ ہندوستانی مسلمان گو سلطنتِ عثمانیہ کے فرمانروا کو خلیفہ تسلیم نہیں کرتے تھے مگر سلطنت عثمانیہ کو بچانے کے لئے انہوں نے تحریکِ خلافت شروع کی جو 1919 سے 1924 تک جاری رہی۔ مگر اس کے نتیجہ میں مسلمانانِ ہند کو جو سیاسی و اقتصادی نقصان اٹھانا پڑا وہ بے حد دردناک واقعہ ہے۔ اُس وقت خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ یعنی حضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کو نصیحت کی تھی کہ ایسی تحریک ان کے لئے نہایت نقصان دہ ہوگی مگر کسی نے اُس انتباہ سے فائدہ نہ اٹھایا اور بیحد اذیت و ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد مختلف ممالک میں خلافت کو قائم کرنے کی تحریکات جاری ہوتی رہی ہیں۔ مودودی صاحب بھی اپنی طرز کی خلافت قائم کرنا چاہتے تھے اور ڈاکٹر اسرار الحق بھی خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ بنگلہ دیش میں خلافت مومنٹ کے نام پر ایک سیاسی پارٹی قائم ہے اور طالبان بھی اپنی طرز کی خلافت کی داغ بیل ڈال رہے تھے۔ شیعہ حضرات خلافت کی بجائے امامت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ عرب ممالک میں جہاں بادشاہت قائم ہے وہ اپنی طاقت اور حکومت کو برقرار رکھنے کے لئے اس قسم کی تحریکات کو سر اٹھانے کی اجازت نہیں دیتے مگر یہی عرب باہر کے ملکوں میں حزب التحریر اور خلافۃ مومنٹ کے نام پر خلافت کے قیام کی کوششیں کر رہے ہیں۔

عالمِ اسلام کا المیہ

مسلمان اس وقت نہ صرف مذہبی بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی بے شمار فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں جب تک وہ فرقوں میں بٹے رہیں گے وہ کچھ بھی حاصل نہ کر سکیں گے۔ اگر کسی طریق سے خلافت قائم ہو بھی گئی تو وہ علاقائی خلافت ہوگی بین الاقوامی نہیں ہوگی۔ ایسی خلافت کبھی بھی مستحکم نہ ہوگی۔ اگر یہ پاکستان میں قائم ہوگئی تو کیا عرب ممالک کے لوگ بلا چوں وچرا اس کے تابع ہو جائیں گے۔ اگر انڈونیشیا میں خلافت قائم ہوگئی تو کیا پاکستان اور عرب کے مسلمان اس خلیفہ کی غلامی کا جوا اپنی گردن پر رکھ لیں گے۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں اس لئے ایسی خلافت بین الاقوامی نہیں ہو سکے گی۔ تبھی خلافت سودمند ہوگی جب سارے مسلمان اس کے تابع ہو جائیں اور یہی خلافت کا مرکزی نکتہ ہے۔ دوسرا اہم امر یہ ہے کہ گو کہنے کو ایسی خلافت اسلام کے نام پر قائم ہوگی مگر اُس کا مذہب سے کوئی تعلق نہ ہوگا بلکہ وہ طاقت کو اپنے قبضہ میں رکھنے کا ایک طریق ہوگا۔ چونکہ ایسے خلیفہ کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہوگا اور نہ اسے خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہوگا اس لئے اُس میں وہ روحانی طاقت مفقود ہوگی جس سے خدا تعالیٰ کے چنیدہ بندے لوگوں کا تزکیہ نفس کیا کرتے ہیں۔ ایسی خلافت طاقت کے بل پر سروں کو تو جھکا سکے گی مگر دلوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ ایسی خلافت عام سیاسی حکومت سے بھی بدتر ہو کہ خلیفہ اور اس کے حکام اپنے سے اختلاف رکھنے والوں کو برسرِ عام کافر قرار دے کر تشدد کا نشانہ بنائیں۔ مودودی صاحب اور ان کے ہم نوا مذہبی گروہوں کا جائزہ لیں تو یہی تاثر پیدا ہوتا ہے۔

اس وقت عالمِ اسلام مختلف فرقوں میں بٹا ہوا ہے۔ اس تفرقہ زدہ حالت میں وہ کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ انہوں نے اسلام کا کیا دفاع کرنا ہے اور وہ کس طرح

اسلام کی تبلیغ کے لئے دنیا میں نکل سکتے ہیں۔ وہ تو اپنی رہی سہی طاقت اپنے ہی لوگوں کے خلاف استعمال کررہے ہیں۔ آپس کے اختلافات اور اس کے نتیجہ میں ایک دوسرے کے خلاف کاروائی کو وہ جہاد قرار دیتے ہیں۔ یہ نہ صرف اسلامی ملکوں کے درمیان ہو رہا ہے بلکہ ایک ہی اسلامی ملک میں ایک دوسرے کے قتل وغارت کو جہاد کا نام دیا جارہا ہے۔ وہ اپنی ہر طاقت کو آپس میں لڑنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں وہ دشمن کے مقابل پر یا اسلام کے دفاع کے لئے کون سی طاقت رکھتے ہیں جو استعمال کریں گے۔ اوّل تو مسلمانوں کے پاس اسلام کی تبلیغ کا نہ کوئی تصور ہے اور نہ کوئی جامع پروگرام ہے۔ اگر وہ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف بلائیں بھی تو انہیں کس طرف بلائیں گے اور اپنے نمونہ سے کیا ثابت کریں گے۔

بعض ایسے مسلمان بھی ہیں جو امام مہدی اور حضرت عیسیٰ کی آمد سے مایوس ہو چکے ہیں اور اب خلافت سے بھی دامن بچانا چاہتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ جب قرآن موجود ہے اور اسلام کی تعلیم موجود ہے تو خلافت کیوں ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں جب کہ مسلمانوں کی مذہبی، دینی، علمی، سیاسی اور اقتصادی حالت آج کے مسلمانوں سے کہیں بہتر تھی تو پھر کیوں ان کے لئے خدا تعالیٰ نے خلافت کی ضرورت محسوس کی۔ اگر انہیں خلافت کی ضرورت تھی تو آج کے مسلمانوں کو کہیں زیادہ ضرورت ہے کہ ان کا ایک امام ہو۔ آنحضرت ﷺ کی واضح پیش گوئی تھی کہ آپ کے وصال کے بعد مسلمانوں میں خلافت قائم ہوگی اور ایسا ہی آخری دور میں ہوگا جس کا مطلب ہے کہ مسلمانوں کی ترقیات خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جب تک مسلمان خلافت کے ساتھ وابستہ رہے اور خلفاء کی کامل اطاعت کرتے رہے خلافت کی برکات سے وہ دنیا پر ہر لحاظ سے کامیاب و کامران اور فاتح بن کر چھائے رہے۔ جیسے ہی ان میں خلافت کے خلاف بغاوت کا مادہ پیدا ہوا تو ان سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو واپس لے لیا اور اس کے ساتھ ہی ان کا تنزل شروع ہوگیا۔

مسلمان اور ان کے مذہبی وسیاسی رہنماء جو خلافت قائم کرنا چاہتے ہیں دو اہم امور فراموش کر جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ خلافت خود بخود پیدا نہیں ہو جاتی اور نہ اسے کسی طور پر قائم کیا جاسکتا ہے۔ خلافت کے لئے لازمی ہے کہ نبی کی وفات کے بعد اس کے مشن کو قائم رکھنے اور اس کے کاموں کی تکمیل کے لئے خلافت قائم ہو۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ انسان کسی کو خلیفہ نہیں بنا سکتے۔ خلیفہ ہمیشہ خدا تعالیٰ مقرر فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ خود ایسے انسان کا انتخاب کرتا ہے جو اپنے وقت میں روحانی لحاظ سے ایک بلند مقام پر فائز ہوتا ہے۔ ایسا انسان پھر خدا تعالیٰ کی ودیعت کردہ قوت سے فیض حاصل کرکے ان کی امامت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے۔ مسلمانوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ نبوت کا باب بند کر چکے ہیں، مسیح و مہدی کی آمد سے مایوس ہو چکے ہیں اور خلافت ان میں خود بخود قائم نہیں ہو سکتی۔

خلافتِ احمدیہ

اس وقت عالمِ اسلام میں ایک فرقہ بھی نہیں جس کے سارے پیروکار ایک ہاتھ پر جمع ہوں اور ایک امام کی آواز پر اٹھتے اور بیٹھتے ہوں۔ بین الاقوامی رہنما تو کیا ایک ملک کے اندر بھی ان کا ایک لیڈر نہیں۔ مسلمانوں میں جماعتِ احمدیہ صرف ایک ایسی جماعت ہے جس میں خلافت کا نظام گذشتہ ایک سوسال سے جاری وساری ہے۔ خلافتِ احمدیہ کسی ایک ملک تک محدود نہیں بلکہ دنیا کے تمام براعظموں اور ملکوں میں پھیلے ہوئے احمدی ایک خلیفہ کی بیعت کرکے اس کی اتباع میں اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں ہیں۔ وہی خلافت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش گوئیوں کے مطابق قائم ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے وقت میں ایک ننھا سا پودہ تھی، جسے بے شمار اندرونی و بیرونی مخالف طاقتوں نے اکھاڑ پھینکنے کی ہر طرح کوشش کی مگر اس کا بال بیکا نہ کرسکے۔ خود خدا تعالیٰ کے طاقتور ہاتھوں نے اسے ہر بادِ صرصر سے محفوظ رکھا۔ خلافت کا وہی ننھا سا پودہ آج ایک تن آور باثمر درخت کی صورت اختیار کر چکا ہے جس کی سرسبز شاخوں کے تلے دنیا بھر کے احمدی آرام یافتہ ہیں۔

آج جماعتِ احمدیہ ہی ایک جماعت ہے جو بڑی مستعدی اور جانفشانی کے ساتھ ایک خلیفہ کی امامت میں محمد رسول اللہ ﷺ کے پرچم کو اٹھائے دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کے جہاد میں مصروف ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اور خلافت کی برکات سے جماعت احمدیہ پر غیر معمولی فتوحات کے دروازے کھلتے جارہے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کا نصب العین صرف یہی ہے کہ دنیا بھر میں اسلام کا بول بالا ہو اور محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت قائم ہو اور خدائے واحد و یگانہ کی پرستش ہو۔ یہ وہی مقصد ہے جس کی نشاندہی خود سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ نے فرمائی تھی اور بشارات دی تھیں کہ اسلام کے دورِ آخر میں خدا تعالیٰ اپنا فرستادہ نازل فرمائے گا۔ خدا کرے کہ مسلمانانِ عالم کو وہ شعور عطا ہو کہ وہ اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو سمجھ سکیں اور انہیں توفیق ملے کہ وہ اس زمانہ کے امام کو شناخت کر سکیں۔ عالم اسلام ایک لمبے عرصہ سے کسمپرسی اور حسرت و درد کی کیفیت میں سے گذر رہا ہے اور ایک ایسے انتشار کا شکار ہیں کہ باوجود وسائل ہونے کے ان کی طاقت بے اثر ہوکر رہ گئی ہے۔ مرکزیت نہ ہونے کی وجہ سے ان کی کوئی کوشش باثمر نہیں ہوتی۔ آج عالمِ اسلام کے دکھوں اور نامرادیوں کا ایک ہی حل اور ایک ہی علاج ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ کی آواز پر لبیک کہا جائے۔ پس خدا تعالیٰ کے ایک برگزیدہ انسان کی آواز سنو۔ فرمایا:

"واپس لوٹو اور خدا کی قائم کردہ سیادت سے اپنا تعلق باندھو۔ خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی امن اور فلاح کی راہ باقی نہیں۔ اس لئے دکھوں کا زمانہ لمبا ہوگیا۔ واپس آؤ، توبہ و استغفار سے کام لو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں خواہ معاملات کتنے بھی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ سیادت کے سامنے سرِ تسلیم خم کرلو تو نہ صرف یہ کہ دنیا کے لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر ابھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبہ نو کی ایک ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کرسکے گی اور وہ باتیں جو صدیوں تک پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں وہ دہاکوں کی بات بن جائے گی، سالوں کی بات بن جائے گی۔ اگر تم شامل ہو یا نہ ہو جماعتِ احمدیہ بہرحال تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے جس طرح پہلے اس راہ میں قربانیاں پیش کرتی رہی ہے کل بھی کرتی چلی جائے گی اور آخری فتح کا سہرا پھر صرف جماعت احمدیہ کے سر لکھا جائے گا۔ پس آؤ اور اس مبارک تاریخی سعادت میں تم بھی شامل ہو جاؤ۔"

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرمودہ13۔اگست1990)

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کا عالی مقام و مرتبہ

امروز قومِ من نہ شناسد مقامِ من　　روزے بگریہ یاد کند وقتِ خوشترم

(ہادی علی چودھری)

عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ کسی پیشوا کے مقام اور مرتبہ کے تعیّن کے لئے اس کے متبعین زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ خصوصاً روحانی پیشواؤں کو بسا اوقات بیحد بلند اور غیر معمولی اونچا مقام دیدیا جاتا ہے حالانکہ وہ پیشوا نہ تو اس مقام کے سزاوار ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ اس مقام پر فائز ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ اپنی لاعلمی میں ان کا مقام ایسا بیان کیا جاتا ہے جو درحقیقت ان کے حقیقی مقام سے کم تر اور ادنیٰ ہوتا ہے۔ بعینہٖ دشمنوں کا رویّہ بھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ ان کے مقام و مرتبہ کو اس قدر حقیر کر کے پیش کرتے ہیں کہ اس سے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور ناشکر گزاری لازم آتی ہے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائیوں نے خدا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا بنا دیا تو یہود نے ایک طرف حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت یحیٰی علیہم السلام کو سرے سے نبی ماننے سے ہی انکار کر دیا اور دوسری طرف انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس قدر حقیر کرنے کی کوشش کی کہ صلیب دے کر لعنتی ثابت کرنے کا اقدام کیا۔ حضرت علی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے مقام کے بیان میں بھی غیر معمولی غلوّ اور اطراء کا نظارہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ علیٰ ھٰذا القیاس تاریخ مذاہب انبیاء علیہم السلام اور دیگر روحانی پیشواؤں کے مقام اور مرتبہ میں غلو اور افراط وتفریط کے کئی نظارے ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

اس حقیقت کے پیشِ نظر زیرِ نظر سطور میں امّت کے مسیح موعود و مہدیٔ معہود کے مقام و مرتبہ کا حقیقی اور سچّا تعیّن ہمارا مقصود ہے۔ اس تعیّن کے حسبِ ذیل حقیقت افروز اصولوں کی روشنی میں ہم اس عظیم الشان موعود وجود کا حقیقی مقام و مرتبہ جامع ثبوتوں کے ساتھ معلوم کر سکتے ہیں۔ وہ اصول یہ ہیں۔

اوّل: اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے مقام اور مرتبہ کی بابت کیا ارشاد فرمایا؟ اس اصول کے دو پہلو ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آپؑ کے بارہ میں کیا ارشاد فرمایا اور

۲: اللہ تعالیٰ نے وحی والہام کے ذریعہ آپؑ کو کیا مقام و مرتبہ عطا فرمایا

دوم: آنحضرت ﷺ نے آپؑ کا کیا مقام بیان فرمایا؟

سوم: صلحائے امّت اور ائمۂ سلف نے اپنے علم کے نور سے اور کشف والہام کی روشنی میں آپؑ کو کس مقام پر فائز دیکھا؟

چہارم: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنا مقام کیا بیان فرمایا ہے۔ اس کے بھی دو پہلو ہیں: مقامِ تواضع اور انکسار کا بیان، مقامِ رفیع ومنصبِ جلیل کا بیان

یہ چار پہلو ہیں جن کے آئینہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عالی مقام کا حقیقی علم اور عرفان حاصل ہوتا ہے۔

اوّل

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے مقام اور مرتبہ کی بابت فرمایا:

''ھُوَ الَّذِی بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْھُمْ یَتْلُوْ اعَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ ق وَاِنْ کَانُوْ امِنْ قَبْلُ لَفِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍo وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ط وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ''(الجمعۃ:۳،۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً ایک کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا اور صاحبِ حکمت ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی ہی دوسری بعثت کا ذکر فرمایا ہے جو اُمّیوں کی بجائے ایک دوسری قوم میں مقدّر تھی۔ یہ دوسری بعثت آپؐ کی جمالی بعثت ہے جو مسیح موعود علیہ السلام کی شکل میں ہوئی۔ اس شان میں مسیح موعود علیہ السلام کا ظہور آنحضرت ﷺ کا (بروزی) ظہور ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''فلیست نبوّتی الا نبوّتہٗ ولیس فی جبّتی الا انوارہ و اشعتہٗ ولو لاہ ما کنت شیئا یذکر او یسمّی'' (الاستفتاء، ضمیمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۳۷) کہ میری نبوّت، آپؐ کی نبوّت کے سوا کچھ نہیں اور میرے پیراہن میں آپؐ ہی کے انوار ہیں اور آپؐ ہی کے انوار کی شعاعیں ہیں۔ اگر آپؐ نہ ہوتے تو نہ میری کچھ حیثیت ہوتی نہ میرا کوئی ذکر ہوتا نہ کوئی میرا نام جانتا۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ھُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَo(الصّف:۱۰)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلّیۃً غالب کردے خواہ مشرک بُرا منائیں۔

''یہ قرآن شریف میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے جس کی نسبت علماء محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے ہاتھ پر پوری ہوگی۔'' (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۲)

آیت کریمہ ''لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ'' قرآن کریم میں سورۃ التوبہ :۳۳، سورۃ الفتح :۲۹ اور سورۃ الصّف :۱۰، تین بار نازل ہوئی ہے اور اس کے متعلق لکھا ہے کہ ''ذلک عند نزول عیسی'' (تفسیر روح المعانی۔ تفسیر سورۃ التوبہ آیت ۳۳) کہ یہ غلبہ بر دیگر ادیان عیسیٰؑ کے نزول پر ہوگا۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے: ''ھذا وعد من اللہ بانہٗ تعالیٰ یجعل الاسلام غالباً علی جمیع الادیان و تمام ھذا انما یحصل عند خروج عیسیٰ وقال السُّدی ذٰلک عندخروج المھدی'' (تفسیر کبیر از امام رازی تفسیر سورۃ التوبہ آیت ۳۳) کہ اس آیت میں وعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دینوں پر اسلام کو غالب کرے گا اور اس وعدہ کی تکمیل مسیح موعود کے وقت میں ہوگی۔ اور سُدّی کہتے ہیں کہ یہ وعدہ مہدی معہود کی آمد پر پورا ہوگا۔

یہی بحث تفسیر القرطبی میں بھی اسی آیت کے تحت اٹھائی گئی ہے اور لکھا ہے کہ یہ وعدہ مسیح موعود اور مہدیٔ معہود کی آمد پر پورا ہوگا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود علیہ السلام کا مقام یہ ہے کہ آپؑ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ظلّ میں اسلام کو تمام ادیان پر غالب ثابت کرنے والے ہیں۔

مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کے اس غلبہ کا ثبوت مولوی نور محمد نقشبندی (دیباچہ قرآن معجز نما صفحہ ۳۰)، مولانا ابوالکلام آزاد (اخبار وکیل امرتسر مئی ۱۹۰۸ء)، لارڈ بشپ آف گلوسٹر دی رائٹ ریورنڈ چالس جان ایلی کوٹ (Lord Bishop Of Gloucester, The Right Reverend Charles Hohn Ellicot) (آفیشل رپورٹ آف دی مشنری کانفرنس آف دی اینگلیکن کیونین ۱۸۹۴ء صفحہ ۶۴) اور پروفیسر ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی پاکستان (انٹرویو از ٹیلیویژن ''اے۔آر۔وائی'' فروری ۲۰۰۵ء) وغیرہم اپنے بیانات میں فراہم کر چکے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ'' (المرسلات:۱۲)

ترجمہ: اور جب رسول مقررہ وقت پر لائے جائیں گے۔

اس آیت کریمہ میں اس موعود اقوام عالم کی حیثیت بتائی گئی ہے کہ اس کا وجود تمام انبیاء علیہم السلام کا جامع ہوگا۔ ہر قوم آخری زمانہ میں اپنے جس موعود کی منتظر ہے، اس موعود کی آمد کا وعدہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں مسیح موعود کی بعثت کے ذریعہ پورا ہوگا۔ گویا ہر امّت کا رسول ایک مقررہ وقت پر مسیح موعود کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

۲: اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو براہِ راست اپنی وحی کے ذریعہ جس مقام پر فائز فرمایا، اللہ تعالیٰ کے پاک کلمات میں سے چند ایک یہ ہیں:

''یحمدک اللّٰہ من عرشہ، نحمدک و نصلّی، یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک انّک باعیننا، یرفع اللّٰہ ذکرک و یتمّ نعمتہٗ علیک فی الدنیا والاخرۃ، یا احمدی انت مرادی و معی، غرست کرامتک بیدی، بورکت یا احمد، انّی جاعلک للناس اماماً. انت وجیہٌ فی حضرتی، اخترتک لنفسی، الارض والسمآء معک کما ھو معی وسِرّک سِرّی، انت منّی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی، سبحان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ زاد مجدک، سلام علیک جعلت مبارکاً، انّی فضّلتک علی العالمین، ان علیک رحمتی فی الدنیا والدین، القیت علیک محبّۃ منّی، یحمدک اللّٰہ و یمشی الیک، جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء، انت معی وانا معک، انت منّی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق، انی معک و مع انصارک، انت اسمی الاعلیٰ، علیک برکات و سلام، مظھر الحیّ'' (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۸۵، ۲۸۶)

کہ اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری حمد کرتے ہیں اور تجھ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ اے احمد! تیرے ہونٹوں پر رحمت بکثرت بہہ رہی ہے۔ تو یقیناً میرے سامنے، میری نگرانی اور حفاظت میں ہے۔ اللہ تیرا ذکر بلند کرتا ہے اور دنیا و آخرت میں تجھ پر اپنی نعمت تمام کرتا ہے۔ اے میرے احمد! تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری کرامت کو خود اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ اے احمد! تجھے برکت دی گئی ہے۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ تو میرے حضور صاحبِ جاہ ہے اور سرخرو ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کر لیا۔ زمین و آسمان اسی طرح تیرے ساتھ ہیں جس طرح وہ میرے ساتھ ہیں اور تیرا راز میرا راز ہے۔ تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید اور تفرید کے ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک، برکت والا اور بلند ہے جس نے تیری بزرگی کو بڑھایا ہے۔ تجھ پر سلامتی ہو تو مبارک بنایا گیا ہے۔ میں نے تجھے جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ دنیا اور دین میں تجھ پر یقیناً میری رحمت ہے۔ میں نے تجھ پر اپنی محبت انڈیلی ہے۔ اللہ تیری تعریف کرتا ہے اور تیرے ساتھ چلتا ہے۔ اللہ کا پہلوان نبیوں کے پیرایوں میں۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تو مجھ سے اس مقام پر ہے جسے مخلوق جانتی نہیں۔ میں تیرے ساتھ اور تیرے مددگاروں کے ساتھ ہوں۔ تو میرے نام ''الاعلیٰ'' کا مظہر ہے۔ تجھ پر برکتیں اور سلامتی ہو۔ خدائے حیّ کا مظہر۔

''نَفَخْتُ فِیْکَ مِنْ لَّدُنِّی رُوْحَ الصِّدْقِ'' (تذکرہ۔ صفحہ ۳۶۱) میں نے اپنے پاس سے سچائی کی روح تجھ میں پھونکی۔

''مظھر الحقّ و العُلاء۔ کانّ اللّٰہ نزّل من السَّماء'' (تذکرہ صفحہ ۳۹۰و ۷۱۵) خدائے حق و بلند و بالا کا مظہر۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل ہوا ہے۔

دوم

آنحضرت ﷺ کی نظر میں مسیح موعود کا مقام۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی امّت میں مبعوث ہونے والے موعود کے لئے اپنے ایک بیان میں چار مرتبہ فرمایا: ''نبیُ اللّٰہ'' وہ اللہ کا نبی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الفتن باب صفۃ الدجال وصفۃ من معہٗ…)

آپؐ نے فرمایا: ''ابوبکرٍ افضل ھذہِ الامّۃ الّا ان یکون نبیٌّ'' (کنز الحقائق فی حدیث خیر الخلائق صفحہ ۴) کہ ابوبکرؓ اس امّت میں سب سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ ایک نبی ہوگا۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ مقام صدّیقیت پر فائز ہیں مگر امّت میں پیدا ہونے والے نبی کا مقام بہرحال نبوّت کا مقام ہے اور مقام نبوّت، مقام صدّیقیت سے افضل ہے۔ ایسی ہی ایک اور روایت امام جلال الدّین السیوطیؒ نے اپنی تالیف الجامع الصغیر میں صفحہ ٦ پر بھی درج کی ہے۔

فرمایا: ''لا المھدی الا عیسیٰ ابن مریم'' (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب شدۃ الزمان…) کہ مہدی ہی عیسیٰ بن مریم ہے۔

فرمایا: ''لو کان الایمان عند الثریّا لنالہٗ رجل من ھٰؤلآء'' (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الجمعۃ) کہ جب ایمان ثریّا ستارہ تک پہنچ جائے گا تو اسے ان لوگوں میں سے ایک شخص واپس لائے گا۔

فرمایا: ''لن یخزی اللّٰہ امّۃ انا اوّلھا و عیسیٰ ابن مریم اٰخرھا'' (مستدرک الحاکم کتاب المغازی باب ذکر فضیلۃ جعفرؓ) اللہ تعالیٰ اس امّت کو ہرگز رسوا نہیں کرے گا جس کے اوّل میں مَیں ہوں اور آخر میں عیسیٰ بن مریم۔ پھر فرمایا: ''امامکم منکم'' (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم…) وہ تمہیں میں سے تمہارا امام ہوگا۔

فرمایا: ''رجلاً منّی'' (سنن ابی داؤد کتاب المھدی) وہ میرا آدمی ہے۔

فرمایا: ''مھدینا'' (سنن دارقطنی کتاب العیدین باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف…) وہ ہمارا مہدی ہے۔ پھر فرمایا: ''حَکَماً عدلاً'' (صحیح مسلم کتاب الایمان باب نزول عیسیٰ ابن مریم) وہ حکم (یعنی امّت کے لئے قاضی، فیصلہ کرنے والا) اور عدل (انصاف قائم کرنے والا) ہے۔

فرمایا: ''یدفن معی فی قبری فاَقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبر واحد'' (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ…) وہ میری قبر میں میرے ساتھ دفن ہوگا پھر میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر سے اٹھیں گے۔ یعنی دنیا میں انجام کے لحاظ سے اور آخرت میں آغاز کے لحاظ سے مسیح موعود آپؐ کے ہمراہ ہوگا۔ نیز یہ کہ عشق میں مسیح موعود آپؐ سے غیر معمولی مقام پر ہوگا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سادخل من عشقی بروضۃ قبرہ
وما تعلم ھٰذا السرّ یا تارک الھدیٰ

میں تو آنحضورؐ سے اپنے عشق کی وجہ سے آپؐ کے قبر کے روضہ میں داخل ہو جاؤں گا۔ اے ہدایت کو چھوڑنے والے! تجھے (عشق کا) یہ راز کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔

سوم

صلحائے امّت اور ائمۂ سلف نے اپنے علم کے نور سے اور کشف و الہام کی

روشنی میں آپؑ کو کس مقام پر فائز دیکھا اور انہوں نے آپؑ کا مقام و مرتبہ بیان فرمایا؟ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہؒ (مجدّد گیارہویں صدی) فرماتے ہیں:

"حق لہٗ ان ینعکس فیہ انوار سیّد المرسلین ﷺ و یزعم العامة انہٗ اذا نزل کان واحداً من الامّة کلّابل ھو شرح للاسم الجامع المحمدیّ و نسخة منتسخة منہ فشتّان بینہ و بین احد من الامّة" (الخیر الکثیر صفحہ ۷۳۔ مطبوعہ مدینہ پریس بجنور) کہ آنے والے موعود کا یہ حق ہے کہ اس میں سیّد المرسلین ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو۔ عامۃ الناس یہ گمان کرتے ہیں کہ جب وہ موعود دنیا میں تشریف لائے گا تو اس کی حیثیت محض ایک امّتی کی ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی مکمّل تشریح ہوگا اور اسی کا دوسرا نسخہ (True Copy) ہوگا پس اس کے اور ایک عام امّتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہوگا۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ کی اس تحریر میں سورۃ الجمعہ کی مذکورۃ الصدر آیات کی تشریح جھلکتی ہے اور دوسری بعثتِ محمدی کا جامع ذکر ملتا ہے۔

حضرت امام عبد الرزاق کاشانیؒ لکھتے ہیں:

"المھدی الذی یجئی فی آخر الزمان فانہٗ یکون فی احکام الشریعة تابعا لمحمّد ﷺ وفی المعارف والعلوم و الحقیقة تکون جمیع الانبیاء والاولیاء تابعین لہٗ کلھم ولا یناقض ما ذکرناہ لانّ باطنہٗ باطن محمد ﷺ" (شرح فصوص الحکم صفحہ ۴۲، ۴۳ مطبع مصطفی البابی الحلبی بیروت)

کہ امام مہدی جو آخری زمانہ میں آئیں گے وہ احکام شریعت میں آنحضرت ﷺ کے تابع ہوں گے اور معارف وعلوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء ان کے تابع ہوں گے۔ اور یہ بات ہمارے مذکورہ بیان کے خلاف نہیں کیونکہ اس (امام مہدی) کا باطن حضرت محمد ﷺ کا باطن ہوگا۔

امام عبد الرزاق کاشانیؒ کے اس بیان میں بھی سورۃ الجمعہ کی ہی تشریح جھلکتی ہے۔ امام مہدی کا باطن چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا باطن ہے تو وہ آپؐ ہی کی دوسری بعثت کی دلیل ہے۔ نیز یہ بھی کہ امام مہدی چونکہ آنحضرت ﷺ کے باطن والا ہے تو اس کا مقام و مرتبہ بقول امام کاشانیؒ یہ ہے کہ "معارف وعلوم اور حقیقت میں تمام انبیاء اور اولیاء ان کے تابع ہوں گے۔"

پھر حضرت امام حسینؓ کے پوتے اور اہل تشیّع کے دوسرے امام حضرت ابو جعفر امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ جب امام مہدیؑ مبعوث ہوں گے تو وہ اعلان کریں گے: "یا معشر الخلائق الا ومن اراد ان ینظر الیٰ ابراھیم و اسمٰعیل فھا انا ذا ابراھیم و اسمٰعیل۔ الا ومن اراد ان ینظر الیٰ موسیٰ و یوشع فھا انا ذا موسیٰ و یوشع۔ الا ومن اراد اَن ینظر الیٰ محمّد ﷺ و امیر المؤمنین (صلوات اللّٰہ علیہ) فھا انا ذا محمد ﷺ و امیر المؤمنین" (بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۲ مصنفہ علّامہ باقر مجلسی)

کہ اگر تم میں سے کوئی ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو میں ہی وہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی موسیٰؑ اور یوشعؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو میں ہی وہ موسیٰؑ اور یوشعؑ ہوں۔ اور اگر تم میں سے کوئی محمد ﷺ اور امیر المؤمنین (حضرت علیؓ) کو دیکھنا چاہتا ہے تو جان لے کہ محمد ﷺ اور امیر المؤمنین میں ہی ہوں۔

حضرت امام باقرؒ کے اس بصیرت افروز بیان میں سورۃ المرسلات کی آیت "وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ" کی تفسیر مظہر ہے۔ یعنی امام مہدیؑ تمام انبیاءؑ کے جامع ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:

میں کبھی آدمؑ کبھی موسیٰؑ کبھی یعقوبؑ ہوں
نیز ابراہیمؑ ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار
اک شجر ہوں جس کو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

چہارم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مقام کے بارہ میں خود کیا بیان فرمایا؟ اس کے دو پہلو ہیں۔ مقام تواضع اور انکسار کا بیان اور مقام رفیع و منصبِ جلیل کا بیان۔

تواضع اور تذلّل اور عجز وانکسار انبیاء علیہم السلام کی سیرت کا ایک درخشاں پہلو ہے۔ وہ اپنے نفس کے لحاظ سے انتہائی عاجزی اور تواضع کے انتہائی بلند نمونے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اپنے ربّ کے حضور یوں التجا کرتے ہیں کہ: "ربّ انّی ذلیل فاعزّنی" (مستدرک حاکم و جامع الصغیر) اے میرے ربّ! میں بہت کمزور ہوں مجھے طاقت عطا فرما۔ اے میرے ربّ! میں تیرے حضور ایک حقیر انسان ہوں پس مجھے عزّت بخش۔ اور حضرت داؤدؑ ملتجی تھے کہ "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا.... پر میں تو کیڑا ہوں، انسان نہیں۔ آدمیوں میں انگشت نما ہوں اور لوگوں میں حقیر۔" (زبور ۲۲ آیت ۱ تا ۶)

اسی مقام عجز وانکسار کی بابت ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں: "ما تواضع احدٌ للّٰہ الاّ رفعہُ اللّٰہ" (صحیح مسلم کتاب البرّ والصلة باب استحباب العفو والتواضع) کہ اللہ تعالیٰ ہر عاجزی وانکساری اختیار کرنے والے کو رفعتیں عطا فرماتا ہے۔ بعض روایات میں "الی السماء السابعة" کے الفاظ آتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عاجزی اختیار کرنے والے بندہ کو ساتویں آسمان کی رفعتیں عطا کرتا ہے۔

۱: اپنے مقام تواضع کا اظہار کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کے پا گیا درگاہ میں بار

اسی طرح آپؑ تذلّل وانکسار کے ایک مقام پر اپنے آپ کو ایک نالائق مزدور قرار دیتے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں: انّ المھیمن لا یحبّ تکبّرًا من خلقہٖ الضُعَفَاءِ دُودَ فناءٖ کہ اللہ تعالیٰ کیڑوں کی طرح فنا ہوجانے والی اپنی کمزور مخلوق سے ہرگز تکبّر پسند نہیں کرتا۔

۲: حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مقام رفیع کی نسبت بیان فرماتے ہیں:

☆ "خدا تعالیٰ اس بات کو جانتا ہے اور وہ ہر ایک امر پر بہتر گواہ ہے کہ وہ چیز جو اس کی راہ میں مجھے سب سے پہلے دی گئی وہ قلبِ سلیم تھا یعنی ایسا دل کہ حقیقی تعلق اس کا بجز خدائے عزّ وجلّ کے کسی چیز کے ساتھ نہ تھا۔ میں کسی زمانہ میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کسی حصۂ عمر میں بجز خدائے عزّ وجلّ کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق نہ پایا۔" (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۹)

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

☆ "اِس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔" (مسیح ہندوستان میں روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۳)

☆ ".....اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ میں ہی ہوں۔ تا وہ ایمان جو زمین سے اٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کروں اور

خدا سے قوّت پا کر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقوٰی اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔...... بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو امّت کے لئے ابتداء سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزّل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہِ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کو آگے پیش کرنے والا تقدیرِ الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسولِ کریم نے دی تھی وہ میں ہی ہوں۔''
(تذکرۃ الشہادتین روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳، ۴)

اس بیان میں سورۃ الجمعہ کی آیات کی تفسیر بیان ہوئی ہے۔'' اس تفرقہ کے وقت میں امتِ محمدیہ کو ایک حَکم کی ضرورت تھی سو خدا نے مجھے حَکم کر کے بھیجا ہے۔''
(کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۲۵۷ حاشیہ)

☆ ''اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام مسلمانوں اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان میں ہوں۔'' (ضرورۃ الامام روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۵)

☆ ''مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔...... میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔''
(ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۱۰)

☆ ''میں وہی ہوں جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ ہاں میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔'' (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۶۵)

☆ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ذوالقرنین، کرشن، خضر وغیرہ ناموں سے بھی یاد فرمایا۔ اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلام احمدؑ ہے

☆ ''اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راستباز مقدّس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں سو وہ میں ہوں۔ ...... دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہینِ احمدیہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں یعنی بروزی طور پر۔ جیسا کہ خدا نے اس کتاب میں یہ سب نام مجھ کو دیئے اور میری نسبت جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے پیرایوں میں۔ سو ضرور ہے کہ ہر نبی کی شان مجھ میں پائی جاوے اور ہر ایک نبی کی ایک صفت کا میرے ذریعہ سے ظہور ہو۔''
(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۲۱، نیز دیکھیں حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۷۶ حاشیہ) ان تحریروں میں آیت کریمہ ''وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ'' (المرسلات: ۱۲) کی تفسیر واضح ہے۔

☆ ''ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۸۴)

☆ ''چونکہ میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع تھا اور اس کی شریعت اکمل اور اتم تھی اور تمام دنیا کی اصلاح کے لئے تھی اس لئے مجھے وہ قوّتیں عنایت کی گئی ہیں جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے ضروری تھیں...... وھٰذا تحدیث نعمۃ اللّٰہ و لا فخر۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۵۷)

آنحضرت ﷺ جب کسی منصب کا اظہار فرماتے تو ساتھ یہ بھی فرماتے ''و لا فخر'' کہ اس عظیم مقام کی عطا کے باوجود مجھے اپنے آپ پر کوئی فخر نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ ان تمام رفیع مقامات کی عطا کے باوجود اپنے آقا و مولیٰ کی طرح یہی فرماتے ہیں وھٰذا تحدیث نعمۃ اللّٰہ و لا فخر کہ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کی عطا کا ذکر ہے اور اس میں فخر کا کوئی مقام نہیں ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں:
''میں اپنے قلب کو دیکھ کر یقین کرتا ہوں کہ کل انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی تعریف اور مدح و ثناء سے کراہت کرتے تھے۔...... میں حلفاً کہتا ہوں کہ میرے دل میں اصلی اور حقیقی جوش یہی ہے کہ تمام محامد اور مناقب ...... اور تمام صفاتِ جمیلہ آنحضرت ﷺ کی طرف رجوع کروں۔ میری تمام تر خوشی اسی میں ہے اور میری بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول کریم ﷺ کی عزّت دنیا میں قائم ہو۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ میری نسبت جس قدر تعریفی کلمات اور تمجیدی باتیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں یہ بھی درحقیقت آنحضرت ﷺ ہی کی طرف راجع ہیں اس لئے کہ میں آپؐ ہی کا غلام ہوں اور آپؐ ہی کے مشکوٰۃِ نبوّت سے نور حاصل کرنے والا ہوں اور مستقل طور پر ہمارا کچھ بھی نہیں۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۸۴ تا ۲۸۷)

☆ مسیح موعود علیہ السلام کے مقام کی عظمت اتباع و عشقِ رسول ﷺ میں ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ''خداوند کریم نے اُسی رسول مقبول (ﷺ) کی متابعت اور محبت کی برکت سے اور اپنے پاک کلام کی پیروی کی تاثیر سے اس خاکسار کو اپنے مخاطبات سے خاص کیا ہے اور علوم لدنّیہ سے سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے اسرار مخفیہ سے اطلاع بخشی ہے اور بہت سے حقائق اور معارف سے اس ناچیز کے سینہ کو پُر کر دیا ہے اور بارہا بتلا دیا ہے کہ یہ سب عطیات اور عنایات اور یہ سب تفضّلات اور احسانات اور یہ سب تلطّفات اور توجّہات اور یہ سب انعامات اور تائیدات اور یہ سب مکالمات اور مخاطبات بیُمنِ متابعت و محبت حضرت خاتم الانبیاء ﷺ ہیں۔

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد　　وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم''

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۳، ۶۲۴ حاشیہ ۱۱)

☆ ''میں نے خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصّہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا۔'' (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۶۴)

آپؑ نے جو کچھ پایا وہ بھی آنحضرت ﷺ کا تھا۔ فرمایا

سب ہم نے اس سے پایا شاہد ہے تو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مہ لقا یہی ہے

اور جو آگے دیا وہ بھی آنحضرت ﷺ کا ہی دیا۔ فرمایا:

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خدا دہم　　یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمّد است

کہ مخلوقِ خدا کو جو کچھ میں دے رہا ہوں یہ تو محمد ﷺ کے بحرِ کمالات میں سے محض ایک قطرہ ہے۔

''کلّ برکۃٍ من محمّدٍ ﷺ فتبارک من علّم و تعلّم''

فضائل درود شریف

(تعارف کتاب ''رسالہ درود شریف'' از حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب حلال پوریؓ)

(مرزا نصیر احمد چٹھی مسیح)

درود شریف کے فضائل کے بارہ میں حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب فاضل رضی اللہ عنہ نے ایک کتابچہ بعنوان ''رسالہ درود شریف'' تصنیف فرمایا تھا۔ حضرت مولانا صاحب موصوف ضلع سرگودہا کے ایک گاؤں حلال پور کے رہنے والے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۸۸۰ء کے لگ بھگ ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور سے آپ نے مولوی فاضل کیا تھا۔ بعدازاں دہلی جاکر علم طب بھی حاصل کیا تاہم طبابت کو بطور پیشہ اختیار نہیں کیا۔ غالباً ۱۹۰۷ء میں آپ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودومہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور پھر ۱۹۰۹ء آپ مستقلاً قادیان میں ہی منتقل ہوگئے۔ غالباً ۱۹۳۹ء میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔ آپ کو علمی لحاظ سے جماعت کی بیش بہا خدمات کی سعادت نصیب ہوئی۔ جامعہ احمدیہ قادیان کے پروفیسر اور پھر پرنسپل بھی رہے۔ لمبا عرصہ مفتی سلسلہ بھی رہے۔ ''رسالہ درود شریف'' آپ نے ۱۹۳۴ء میں تصنیف فرمایا تھا اور جن احباب اور بزرگان نے اس کی تیاری و طباعت وغیرہ میں آپ سے کسی بھی رنگ میں تعاون فرمایا تھا، ان سب احباب کی فہرست اس میں درج کر کے ان سب کی طرف سے نیز اپنی طرف سے یہ رسالہ بطور ہدیہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت پائی۔ ان بزرگانِ سلسلہ کی تعداد 180 تھی جن میں حضرت اقدسؑ کے صحابہ کرام کے علاوہ کبار تابعین کی بھی بڑی تعداد شامل تھی۔

اگرچہ اس سے قبل درود شریف کے فضائل بیان کرنے والی متعدد کتب پائی جاتی ہیں مگر یہ کتابچہ اس لحاظ سے منفرد ہے کہ اس میں سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات پر بنیاد رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپؑ کے خلفاء عظام کے فرمودات، نیز بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تجربات بھی درج ہیں۔ اس مختصر مضمون میں اسی کتابچہ سے استفادہ مقصود ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امتِ محمدیہ ﷺ کے لاکھوں افراد نے درود شریف سے دینی و دنیاوی اور روحانی طور سے فائدہ اٹھایا ہے۔ لیکن حقیقت میں درود شریف کی حقیقی برکت اور فضیلت سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہی دنیا کو روشناس کرایا ہے۔ آپ ہی کے ذریعہ سے آج ہمیں آنحضرت ﷺ کے محاسن اور احسانات کا پتہ ملا اور آپ ہی کے ذریعہ آج رسول اکرم ﷺ کا نورانی چہرہ اپنی حقیقی شان کے ساتھ دنیا کے سامنے جلوہ گر ہوا۔ چنانچہ مذکورہ کتاب کے آغاز میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی بیان فرمودہ حمد الٰہی و مناجات بزبان عربی، فارسی، اردو اور پھر مدح نبوی ﷺ بھی بزبان عربی، فارسی، اردو درج کی گئی ہے۔ اس کے بعد درود شریف کے بارہ میں قرآنی ارشاد اور وحی و کشوف و رویائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نیز آپ کے ارشادات و تعلیمات درج ہیں جو تین حصّوں پر مشتمل ہیں یعنی ہدایات، برکات اور فضائل۔ نیز مختلف قسم کے درود جو آپؑ کی تحریرات اور ملفوظات میں درج ہیں وہ بھی تحریر ہیں۔ ان کی تعداد ۱۳ ہے۔ (یہ امر ذہن نشین رہے کہ حضور علیہ السلام نے سب سے افضل اسی درود کو قرار دیا ہے جو ہم روزانہ اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں)۔

احادیث نبویہ ﷺ میں بیان شدہ برکات و فضائلِ درود شریف پر بھی ایک الگ باب ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بیان فرمودہ بعض درود بھی مندرج ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہما اور بعض دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بھی بعض ارشادات درج شدہ ہیں۔ اور آخر میں خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنے کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کی تشریحات بھی درج ہیں (جیسا کہ آنے والے مسیح اور مہدی کے بارہ میں رسولِ اکرم ﷺ نے بھی خبر دیتے ہوئے ''صلی اللہ علیہ وسلّم'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں)۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صاحبؓ کو اس کتابچہ کی تصنیف کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

اس کتاب سے بعض اقتباسات اس مقصد کیلئے پیش ہیں تاکہ درود شریف کی برکت سے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ پیدا ہو اور پھر درود شریف ہی کی برکت سے ان ذمہ داریوں کی ادائیگی کی توفیق اور سعادت نصیب ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''یقیناً کوئی فیض بدوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا...... جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے تاکہ اس فیض میں برکت پیدا ہو''۔ (رسالہ درود شریف ص ۹۷ بحوالہ الحکم ۱۹۰۳-۲-۲۸)

درود شریف سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ پر وحی

''وَاْمُر بِالْمَعرُوفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنکَرِ وَصَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمّدٍ اَلصَّلوٰۃُ ھیَ الْمُرَبِّی۔ (ترجمہ) نیک کاموں کی طرف راہنمائی کر اور بُرے کاموں سے روک اور محمد اور آلِ محمد ﷺ پر درود بھیج درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے''۔ (رسالہ ص ۶۰ براہین احمدیہ جلد سوم ص ۱۲)

''صَلِّ عَلیٰ مُحَمّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ۔ (ترجمہ) درود بھیج محمد اور آلِ محمد پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا صلہ ہے۔ سبحان اللہ! اس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیّت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قرب ہے کہ اس کا محبّ خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بنایا جاتا ہے...... اس مقام پر مجھ کو یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطّر ہوگیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھے ﷺ۔

ایسا ہی عجیب ایک اور قصّہ یاد آیا ہے کہ ایک مرتبہ الہام ہوا جس کے معنے یہ تھے کہ ملاء اعلیٰ کے لوگ خصومت میں ہیں یعنی ارادۂ الٰہی احیاء دین کے لئے جوش میں ہے لیکن ہنوز ملاء اعلیٰ پر شخص محیی کی تعیین ظاہر نہیں ہوئی اس لئے وہ اختلاف میں ہے۔ اسی اثنا میں خواب میں دیکھا کہ لوگ ایک محیی کو تلاش کرتے پھرتے ہیں اور ایک شخص اس عاجز کے سامنے آیا اور اشارہ سے اس نے کہا: ھٰذا رَجُلٌ یُحِبُّ رَسُولَ اللّٰہ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اس عہدہ کی محبت رسول ہے سو وہ اس شخص میں متحقق ہے۔

اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں آلِ رسول ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں بھی یہی سرّ ہے کہ افاضۂ انوار الٰہی میں محبتِ اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرتِ احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیّبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے"۔

(رسالہ درود شریف ص ۶۱۔۶۰ براہین احمدیہ جلد چہارم ص ۵۰۳۔۵۰۲)

"کُلُّ بَرَکَۃٍمِّن مُحَمّدٍ ﷺ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔ ہر ایک برکت محمد ﷺ کی طرف سے ہے پس بڑا مبارک وہ ہے جس نے تعلیم دی اور جس نے تعلیم پائی"۔ (رسالہ مذکورہ ص ۶۵ بحوالہ حقیقۃ الوحی ص ۷۰)

مصائب سے نجات اور کامل شفا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بیان فرماتے ہیں:

"ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقہ سے تین دفعہ سورۃ یٰسین سنائی گئی اور میری زندگی سے سب مایوس ہو چکے تھے" (نزول المسیح ص ۲۰۷) "تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کیلئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمّدٍ وّ اٰلِ مُحَمّد"۔ (تریاق القلوب ص ۳۷)

"اور القاء ہوا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلماتِ طیّبہ پڑھ اور اپنے سینے اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ تو اس سے شفا پائے گا چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اور ابھی پیالہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ مجھے بکلّی صحت ہو گئی۔ پھر یہ الہام ہوا: وَ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلیٰ عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّن مِّثْلِہٖ۔ یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو ہم نے شفا دے کر دکھایا ہے تو تم اس کی نظیر پیش کرو"۔ (نزول المسیح ص ۲۰۷۔ رسالہ مذکورہ صفحات ۶۳ تا ۶۵)

مکتوب بنام حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹی رضی اللہ عنہ:

"آپ کا پُر درد و غم خط مجھ کو ملا آپ صبر کریں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے صابر بندے صبر کرتے ہیں خدا تعالیٰ ان غموں سے اور ان پریشانیوں سے نجات دے گا اور درود شریف بہت پڑھیں تا اس کے برکات آپ پر نازل ہوں"۔ (رسالہ مذکورہ ص ۸۳ منقول از تشحیذ الاذہان ۴۔۱)

روایت حضرت شاہزادہ عبدالمجید خان صاحب لدھیانوی رضی اللہ عنہ مبلغ تہران۔ ایران: "جب یہ عاجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر چکا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مشکلات کے وقت بعد نماز عشاء دو رکعت نماز قضائے حاجت ادا کر کے سو دو سو دفعہ یا اس سے کم و بیش استغفار اور ایسا ہی سو دو سو دفعہ یا کم و بیش درود شریف پڑھ کر خوب دعا مانگو اللہ تعالیٰ حاجتوں کو نہیں اٹکاوے گا۔ چنانچہ ہر رات بندہ ایسا ہی کرتا ہے اللہ تعالیٰ خواب میں لَھُمُ الْبُشْریٰ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا کے ماتحت حل مشکلات اور قضائے حاجات کی بشارت دیدیتا ہے اور دن میں اس کا ظہور ہو جاتا ہے فالحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک" (ص ۸۴ مکتوب حضرت شاہزادہ صاحب ممدوح بنام حضرت پیر منظور محمد صاحب مصنف یسّرنا القرآن ۲۸ دسمبر ۱۹۲۶ء)

روایت حضرت حافظ نبی بخش صاحب آف فیض اللہ چک رضی اللہ عنہ:

"میں نے متعدد مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے کہ درود شریف تمام فیوض کے حصول کی کلید ہے اور یہ کہ جو مشکل اور حاجت پیش آئے اس کیلئے درود کا پڑھنا اس کے حل ہونے کا ذریعہ ہے"

بہترین وظیفہ

روایت حضرت مولوی غلام حسین صاحب ڈنگوری رضی اللہ عنہ:

"ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ میرے والد صاحب چشتیائی طریق سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے میرا بھی اس طریق کے وظائف کی طرف میلان رہا ہے بلکہ کسی حد تک اب بھی ہے پس حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں جو میں پڑھا کروں۔ فرمایا: "ہمارے ہاں تو کوئی ایسا وظیفہ نہیں ہے۔ ہاں استغفار بہت کیا کریں اور حضرت نبی کریم ﷺ کے احسانات کو یاد کر کے آپ پر کثرت سے درود بھیجا کریں۔ بس یہی وظیفہ ہے"۔

درود شریف کے لئے وقت نکالنا

حضرت شیخ کرم الٰہی صاحب پٹیالوی ؓ کی روایت ہے: "ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد مبارک میں مع خدام کھانا کھا رہے تھے اور میں دستر خوان پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ حضرت مولوی صاحب ممدوح نے آہستہ سے مجھ سے پوچھا کہ نماز مغرب کے بعد کتنا وقت گزر رہا ہوگا؟ میں نے کہا قریباً ایک گھنٹہ۔ آپ ؓ نے فرمایا کہ جب ہم کسی شخص کو درود شریف یا استغفار کے لئے کہتے ہیں تو اکثر لوگ عدیم الفرصتی اور وقت کی کمی کا عذر کر دیتے ہیں مگر یہ عذر درست نہیں دیکھو ہم حضرت صاحب کی باتیں بھی توجہ سے سنتے رہے ہیں اور اس ایک گھنٹہ کے قریب وقت میں ہم نے پانچ سو مرتبہ درود شریف بھی پڑھا ہے۔"

شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ "میں نے اس زرّیں اصول کی پابندی سے بفضلہٖ تعالیٰ بہت فائدہ اٹھایا ہے اور اگر غفلت یا شامت اعمال حائل نہ ہو تو اس طرح سے انسان تضییع اوقات سے بہت حد تک بچ سکتا ہے۔ و باللہ التوفیق" (درود شریف ص ۲۲۰)

دنیا اور آخرت کے محمود ہونے کا ذریعہ

مکتوب بنام حضرت چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ: "آپ کے لئے دعا کی ہے خدا تعالیٰ دنیا و آخرت محمود کرے۔ بعد نماز عشاء درود شریف بہت پڑھیں۔ اگر تین سو مرتبہ درود شریف کا ورد مقرر رکھیں تو بہتر ہے اور بعد نماز صبح اگر ممکن ہو تو تین سو مرتبہ استغفار کا ورد رکھیں"۔ (درود شریف ص ۸۷۔ مکتوبات جلد ۵ ص ۳)

روایت حضرت صوفی نبی بخش صاحب رضی اللہ عنہ۔ متوطن راولپنڈی۔ سابق کلرک ریلوے لاہور: "مجھے ۱۸۸۶ء میں ایک مشکل کے وقت نماز عشاء کے بعد تین سو بار درود شریف پڑھنا الہاماً بتلایا گیا جس پر عمل کرنے سے امید سے بڑھ کر کامیابی ہوئی۔ اس کے بعد جلد ہی بیعت کرنے پر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ

الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضورؑ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے مگر اس کے ساتھ تین سو بار استغفار کا اضافہ کریں اور عشاء کی نماز کے بعد اسے پڑھا کریں۔" (درود شریف ص ۸۵۔۸۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ایک اہم ارشاد:۔

"سورۃ الحمد میں اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا طریق سکھایا ہے جب انسان کو کوئی امر پیش آجائے تو چاہیے کہ تازہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے، استغفار کرے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ بخشوائے، رسول کریم ﷺ پر درود بھیجے۔ پھر اپنے مطلب کی دعا مانگے خواہ اپنی زبان میں ہو۔ انشاء اللہ قبول ہوگی۔ دعا نماز کے اندر بھی سلام پھیرنے سے پہلے مانگنی چاہئے"۔ (رسالہ درود شریف صفحہ ۲۲۰)

احادیث نبوی میں مذکورہ بعض برکات

☆ تنگی دور ہونے کا ذریعہ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا تنگی کے دور ہونے کا ذریعہ ہے۔ (رسالہ صفحہ ۱۱۷)

☆ دماغی پریشانی کا علاج۔ حضرت عبداللہ بن ابی رافعؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو (دماغی پریشانی کے باعث) سوائے پریشان سی آواز کے (جو مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی سی ہوتی ہے) اور کچھ نہ سنائی دے تو وہ میرے تعلق اور میرے احسانات کو یاد کر کے مجھ پر درود بھیجے (اسکی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو دور کر کے چین بخشے گا)۔ (رسالہ صفحہ ۱۱۷)

☆ کمی صدقہ وخیرات کی تلافی کا ذریعہ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے پاس صدقہ دینے کیلئے کچھ نہ ہو تو وہ مجھ پر یوں درود بھیجے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ (رسالہ صفحہ ۱۱۸)

حضرت اقدسؑ کے تعلیم فرمودہ بعض درود

متعدد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی درخواست پر کہ آنحضرت ﷺ پر کن الفاظ میں درود پڑھا جائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام زبانی یا تحریری طور پر ایک تو نماز والا درود سکھلاتے اور فرماتے کہ یہی سب سے افضل ہے یا کوئی اور مختصر سا درود سکھلا دیتے۔ ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:۔

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ (صفحہ ۹۵)

☆ صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ (صفحہ ۹۵)

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (صفحہ ۹۳)

اس درود کے متعلق حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اس درود شریف کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ مجدّدیت سے قبل بھی اور اس کے بعد بھی ہزار ہا مرتبہ پڑھا اور اس کے پڑھنے سے حضور پر بہت برکات اور معارف نازل ہوئے۔ (صفحہ ۹۳)

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ (ص ۹۴)

☆ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بِعَدَدِ ھَمِّہٖ وَغَمِّہٖ وَحُزْنِہٖ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ وَاَنْزِلْ عَلَیْہِ اَنْوَارَ رَحْمَتِکَ اِلَی الْاَبَدِ (ص ۹۲)

حضرت مسیح موعودؑ پر درود بھیجنا

"یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ نَحْمَدُکَ وَنُصَلِّی"۔ (خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے، ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ (ص ۲۲۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی موجودگی میں حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک بار خطبہ جمعہ میں فرمایا "اس وقت آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی دو ہی صورتیں ہیں اوّل یہ کہ مسلمان اتباع سنّت کریں اور تقویٰ وطہارت اختیار کریں اور پھر جو آنحضرت ﷺ کو زندہ نبی ثابت کرنے کیلئے آیا ہے یعنی مسیح موعود علیہ السلام، اس کی امداد و نصرت کیلئے سب اکٹھے ہو جائیں اور سب مل کر اس کے واسطے دعائیں کریں۔ درود شریف پڑھتے وقت جب علٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہیں تو یقیناً یاد رکھیں کہ اس آخری زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام اور اس کے متبعین اسی آل میں داخل ہیں۔" (رسالہ درود شریف ص ۲۲۵)

اس بارہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا ایک اہم ارشاد یوں ہے:۔

"آنحضرت ﷺ کے بعد ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بھی بے شمار احسانات ہیں اس لئے درود میں ان کو بھی شامل کرنا چاہئے۔ ایک یہی کیا کم احسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہم پر ہے کہ آپ کے ذریعہ سے آنحضرت ﷺ کا پتہ ہم کو ملا...... جو شخص کثرت سے درود پڑھتا ہے وہ نہ صرف آنحضرت ﷺ پر درود پڑھے بلکہ اس درود میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی شامل کرے۔" (رسالہ صفحہ ۲۲۷)

حضرت سیدہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی ایک روایت ہے:۔

"میں نے ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ آپ پر درود کن الفاظ میں بھیجا جائے جس پر حضور نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے: "**صلی اللہ علیٰ حبیبہ محمدٍ وخلفاءِ محمدٍ و الہ و سلّم**"۔ (رسالہ صفحہ ۲۳۱)

روایت حضرت مولوی غلام محمد خان صاحب افغان رضی اللہ عنہ:

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اس مضمون کا عریضہ لکھا تھا کہ حضور پر درود کس طرح بھیجا جائے جس کا جواب حضور نے اپنے دستِ مبارک سے تحریر فرما کر بھیجا تھا اور اس میں حضور نے آپ پر درود بھیجنے کے لئے یہ الفاظ لکھے تھے (یہ روایت الفضل جلد نمبر ۲ نمبر ۶ میں بھی مختصر اً شائع ہو چکی ہے) "**اللھم صل علیٰ محمدٍ و الِ محمدٍ وا صحاب محمدٍ و علیٰ عبدک المسیح الموعود وبارک وسلم**"۔ (رسالہ درود شریف ص ۲۳۲)

دَورِ جدید میں تحصیل علم اور ایک احمدی کا فرض

(قسط دوم)

(محمود احمد ملک)

علم کی فضیلت اور خلفائے راشدین

خلفائے راشدین نے اپنی توفیق کے مطابق علم کو فروغ دینے کے لئے انتہائی جدوجہد کی۔ قرآن کریم کی تدوین اور اشاعت وتفسیر اس کی ایک مثال ہے۔ اس دَور میں مسلمانوں نے بزرگ صحابہؓ اور صحابیات سے باقاعدہ علم سیکھنے کا رواج ڈالا اور پھر اس علم کو محدود کرنے کی بجائے اسلامی ریاست کے ہر حصہ تک پہنچانے کے لئے بہت سی صعوبتیں برداشت کیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ ایسا منفرد مقام رکھنے والوں میں سے ہیں جنہوں نے بچوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور آنحضور ﷺ نے ایک موقعہ پر آپ کو "باب العلم" کا خطاب عطا فرمایا۔ تحصیل علم کے بارہ میں آپ کے اقوال بھی مشعلِ راہ ہیں جو آپؓ کے ارشادات پر مشتمل کتاب "نهج البلاغه" میں کثرت سے بیان کئے گئے ہیں۔ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:

"دین و دنیا کا دارومدار چار آدمیوں پر ہے پہلا وہ عالم جو اپنے علم کو کام میں لائے......" (نهج البلاغه، صفحه ۹۳۹)

اسی طرح علم کا مقابلہ دولت سے کرتے ہوئے فرمایا:

"علم مال سے بہتر ہے کہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ مال خرچ ہونے سے کم ہو جاتا ہے جبکہ علم استعمال کرنے سے نشونما پاتا ہے۔" (نهج البلاغه، صفحه ۸۹۷)

پھر علم کے فوائد کو حضرت علیؓ یوں بیان فرماتے ہیں:

"معرفتِ علم ایک مذہب ہے جس کے لوگ پرستار ہیں اس کے سہارے انسان زندگی میں عبادت کا فائدہ حاصل کرتا ہے اور مرنے کے بعد اچھا فکر وذکر۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم مال کے جمع کرنے والے زندگی میں ہلاک ہوگئے اور علماء جب تک زمانہ باقی ہے (باقی رہیں گے)" ۔(نهج البلاغه، صفحه ۸۹۸)

اس میں کوئی شک نہیں کہ علم انسان کے لئے باعثِ شرف ہے۔ حضرت علیؓ کا ہی قول ہے کہ "جب خدا کسی کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو علم اس پر حرام کر دیتا ہے"۔

(نهج البلاغه، صفحه ۹۲۴)

پھر حضرت علیؓ نے قوت عمل کی بنیاد علم کو قرار دیتے ہوئے فرمایا: "علم عمل سے وابستہ ہے، جسے علم ہوگا وہ عمل بھی کرے گا" ۔(نهج البلاغه، صفحه ۹۳۶)

پھر حضرت علیؓ نے اچھے عالم کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ صحیح اور حقیقی فقیہہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونے دیتا اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا جواز بھی مہیا نہیں کرتا اور نہ ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے بے خوف بناتا ہے۔ قرآن کریم سے ان کی توجہ ہٹا کر کسی اور کی طرف انہیں راغب کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ یاد رکھو علم کے بغیر عبادت میں کوئی بھلائی نہیں اور سمجھ کے بغیر علم کا دعویٰ درست نہیں۔ اور تدبر اور غور وفکر کے بغیر محض قراءت کا کچھ فائدہ نہیں۔ (سنن الدارمی۔ کتاب المقدمه. باب من قال العلم الخشية و تقوى الله)

آنحضور ﷺ اور خلفائے راشدین کی روشن کی ہوئی شمع ہی تھی کہ جس کے نُور میں بعد میں بھی ایک لمبے عرصہ تک مسلمانوں نے علمی ترقی میں وہ مقام حاصل کیا جو سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ چنانچہ علم کی کئی ذیلی شاخوں کی بنیاد مسلمان علماء نے رکھی۔ جدید سائنس (طبیعات، کیمیا، حیاتیات وغیرہ)، تاریخ، معاشرت، قانون اور تفکر کی ابتداء بھی اسی دَور کی مرہون منت ہے۔ دینی اور دنیاوی علوم کی تحصیل اور اس کے فروغ کے لئے بعض مسلمان بادشاہوں نے نمایاں خدمات کی توفیق پائی۔ جس دَور میں چھاپہ خانوں کے بغیر ہزاروں قیمتی کتب اور اُن کے تراجم مسلم شہروں کی لائبریریوں میں موجود تھے، اس وقت یورپ علمی لحاظ سے تاریک دَور میں سے گزر رہا تھا۔ صدیوں بعد جب لہو ولعب اور آفات و مصائب میں مسلمان مبتلا ہوگئے اور علم کی مضبوط بنیادوں کو چھوڑ کر فروعی اختلافات میں پڑ گئے تو علم کے نُور جیسی قیمتی متاع اُن کے ہاتھوں سے جاتی رہی اور دنیا کی راہنمائی کے لئے پیدا کی جانے والی قوم غیروں کے سامنے کاسہ لیسی پر مجبور ہوگئی۔

علم کی فضیلت اور مسیح محمدی کا دور

مسلمانوں پر اپنی جہالت کے باعث آنے والے ایک لمبے سیاہ دَور کے بعد ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے مسیح محمدی کے ذریعہ مسلمانوں کو علم کے حصول کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ دورِ جدید میں حصولِ علم کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ نے امّت مسلمہ کو جس طرح توجہ دلائی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپؑ کا ارشاد ہے:

"علم وحکمت ایسا خزانہ ہے جو تمام دولتوں سے اشرف ہے۔ دنیا کی تمام دولتوں کو فنا ہے لیکن علم وحکمت کو فنا نہیں"۔(ملفوظات جلد هفتم صفحه ۲۰۹)

اسی طرح علم کی طاقت کا بیان آپؑ یوں فرماتے ہیں:

"علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے"۔

(ملفوظات جلد هشتم صفحه ۸)

چنانچہ یہی شجاعت ہمیں حضرت اقدسؑ کی ساری زندگی میں نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے براہ راست علم حقیقی پانے کے نتیجہ میں آپؑ نے جس جرأت سے اسلام پر ہونے والے حملوں کا دفاع کیا، اُن کا اعتراف آپکے مخالفین نے بھی برملا کیا۔ علم و حکمت کے جو خزائن آپؑ کو عطا فرمائے گئے، اُن کی طرف اشارہ یوں فرمایا:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
میں وہ دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

پھر حضرت مسیح موعودؑ جہالت کو کس قدر خطرناک قرار دیتے ہیں، وہ آپ کے اس ارشاد سے ظاہر ہے: "یاد رکھو لغزش ہمیشہ نادان کو آتی ہے۔ شیطان کو جو لغزش آئی وہ علم کی وجہ سے نہیں بلکہ نادانی سے آئی۔ اگر وہ علم میں کمال رکھتا تو لغزش نہ آتی ...... میرے مخالفوں کو علم نے ہلاک نہیں کیا بلکہ جہالت نے۔ پیغمبر خدا ﷺ کو فرمایا: قل ربّ زِدْنِيْ علماً۔ پس اگر علم کوئی معمولی اور چھوٹی سی چیز ہوتی تو یہ دعا آپ کو تعلیم نہ کی جاتی ......ساری سعادتیں علم صحیح کی تحصیل میں ہیں۔ یہ جس قدر لوگ نصرانی ہوئے ہیں جہالت کے سبب ہوئے۔ اگر علم کامل ہوتا تو انسان کو خدا نہ بناتے ...... یہ جو کہتے ہیں العلم الحجاب الاکبر یہ غلط ہے......علم نور ہے وہ حجاب نہیں ہوسکتا بلکہ جہالت حجابِ اکبر ہے۔ خدا کا نام علیم ہے......مختصر یہ کہ یاد رکھو کہ ساری زہریں نادانی میں ہیں، جہالت سچ مچ ایک موت ہے"۔

(ملفوظات جلد سوم صفحه ۲۹۷ تا ۲۹۸)

حضور علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں یوں بھی فرمایا کہ:

جہل کی تاریکیاں اور سوءِ ظن کی تندباد
جب اکٹھے ہوں تو پھر ایماں اڑے جیسے غبار

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مذہبی حلقوں کی طرف سے سائنسی علوم کی مخالفت بڑی شدومد سے کی جارہی تھی اور سائنس کو فرنگی جادوگری اور کرشمہ سازی قرار دے کر مسلمانوں کو اس سے بے بہرہ رکھنے میں بظاہر ایسے لوگ پیش پیش تھے جو اپنے تئیں مسلمانوں کے عالم ہونے کے دعویدار تھے۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں جو علوم جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے۔ اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں۔ چونکہ خود فلسفے کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفے سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے ......ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علوم جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدوجہد سے حاصل کرو''۔

لیکن ایک حاذق طبیب کی طرح ساتھ ہی آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ:

''علوم جدیدہ کی تحصیل جب ہی مفید ہوسکتی ہے جب محض دینی خدمت کی نیت سے ہو۔ اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہ کریں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۶۵ تا ۶۸)

چنانچہ یہ امر پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک دینی اور دنیوی، دونوں علوم کا حصول ضروری تھا۔ آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں:

''عربی زبان اگر عمدہ طور سے آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہوگی اور انسان قرآن شریف کے حقائق و معارف خوب سمجھ سکے گا۔ چونکہ قرآن وحدیث عربی میں ہیں اس زبان سے باخبر ہونا بہت ضروری ہوگیا ہے۔...... یہ ضروری امر ہے کہ علوم جدیدہ سے انہیں واقفیت ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اگر علومِ جدیدہ کے موافق کسی نے اعتراض کردیا تو وہ خاموش ہوجاویں''۔(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۳۰ تا ۳۳۱)

دینی و دنیاوی، دونوں علوم کی تحصیل کی اہمیت بیان کرنے کے باوجود حضرت مسیح موعودؑ نے جب دونوں علوم کا تقابلی جائزہ فرمایا تو پھر واضح طور پر دین کے علم کو دیگر علوم پر بہرحال فضیلت دی۔ چنانچہ آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:

''اول علوم دینیہ کا حصول فرض ہے۔ جب بچے علوم دینی سے پورے واقف ہوجائیں...... تب ان مروّجہ علوم کے پڑھانے کا کوئی حرج نہیں''۔

(ملفوظات جلد دھم۔ صفحہ ۳۹۴)

علم دین کا حصول کیوں اس قدر ضروری ہے۔ قرآنی تعلیم کی روشنی میں حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''علمِ دین میں برکت ہے اس سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے''۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۸۳)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ:

''علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے۔ یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور اس سے خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (سورۃ الفاطر:۲۹)۔ اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوئی تو یاد رکھو کہ وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے''۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۹۵۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضور علیہ السلام نے موجودہ زمانہ کے تمام مروجہ علوم خواہ دینی ہوں یا دنیوی، ان کا سرچشمہ قرآن شریف ہی کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

''ہمارا یہ ایمان ہے کہ کوئی فلسفہ اور سائنس خواہ وہ اپنی اس موجودہ حالت سے ہزار درجہ ترقی کر جاوے مگر قرآن ایسی کامل کتاب ہے کہ یہ نئے علوم کبھی بھی اس پر غالب نہیں آسکتے''۔(ملفوظات جلد دھم صفحہ ۳۹۴)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن کریم سے محبت اور اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جو حقیقی علم آپؑ کو عطا کیا گیا، اُس پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ آپؑ سے قبل آیت کے حوالہ سے ناسخ منسوخ کا بہت لمبا جھگڑا چل رہا تھا۔ ایک وقت میں تو مفسرین نے تقریباً پانچ سو آیات کو ناسخ اور پانچ سو آیات کو منسوخ قرار دیا تھا۔ حالانکہ قرآن کریم کا ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے وقت تک یہ ساری ناسخ و منسوخ آیات حل ہوچکی تھیں سوائے پانچ کے اور حضرت مسیح موعودؑ کے علم کلام کی برکت سے یہ پانچ آیات بھی حل ہوگئیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کا ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں۔

علم کی فضیلت اور خلفائے احمدیت

☆ خلفائے احمدیت کا ذکر آئے تو علمِ دین اور علمِ طبّ میں عالی مقام رکھنے والے **حضرت حاجی حکیم مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّلؓ** کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔ آپؓ ایک جید عالم دین مفسر القرآن، محدث اور شاہی حکیم تھے۔ آپ عربی فارسی ہندی اور سنسکرت کے عالم تھے۔ تمام مذاہب کے بالمقابل اسلام کی برتری ثابت کرنے میں کوشاں رہے۔ آپ کو پادریوں، پنڈتوں، دہریوں اور دیگر فرقوں سے کامیاب مباحثوں کا موقعہ ملا۔ ہندوؤں اور آریوں کے اعتراضات کے جواب میں آپ نے کتاب ''نورالدین'' اور عیسائیوں کے عقائد کے ردّ میں ''فصل الخطاب'' تحریر فرمائیں۔ آپؓ کی ساری زندگی درسِ قرآن وحدیث اور دیگر علوم کی ترویج واشاعت میں گزری۔ آپؓ عالم باعمل تھے اور جب کوئی تحصیلِ علم کی خواہش کا اظہار کرتا تو آپ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود بھی مایوس نہ فرماتے۔ آپؓ کے زمانہ کے ممتاز اہل علم افراد نے اپنے دَور کے مسائل آپؓ کے سامنے پیش کئے اور آپؓ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ان میں سرسید احمد خان اور علامہ سرمحمد اقبال بھی شامل ہیں۔ سرسید احمد خان آپ سے تورات کی تفسیر لکھوانا چاہتے تھے۔ ایک دفعہ سرسید احمد خاں نے آپؓ کو خط میں لکھا:

''آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ جاہل پڑھ کر جب ترقی کرتا ہے تو پڑھا لکھا کہلاتا ہے مگر جب اور ترقی کرتا ہے فلسفی بننے لگتا ہے پھر ترقی کرے تو اسے صوفی بننا پڑتا ہے۔ جب یہ ترقی کرے تو کیا بنتا ہے؟ اس کا جواب اپنے مذاق کے موافق عرض کرتا ہوں۔ جب صوفی ترقی کرتا ہے تو مولانا نورالدین ہوجاتا ہے''۔

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب اگست 1894ء میں نواب بہاولپور کے علاج کے سلسلہ میں بہاولپور تشریف لے گئے تو نواب صاحب کے پیر ومرشد سرائیکی

زبان کے مشہور صوفی شاعر اور عالم دین حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپ سے کہا کہ ''دراصل تو ہم آپ سے ملاقات کرنا اور قرآن پاک کے معارف سننا چاہتے تھے''۔ نواب صاحب بہاولپور نے آپ کو ساٹھ ہزار ایکڑ زمین کی پیشکش بھی کی تا کہ آپ وہاں ہی رہ جائیں مگر آپ یہ پیشکش ردّ کر کے اپنے آقا و مطاع حضرت مرزا غلام احمدؑ قادیانی کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے آپ کے بارہ میں فرمایا: ''یہ مولوی نورالدین وہ بلا ہے جسے ہندوستان میں علاّمہ کہتے ہیں''۔

برصغیر پاک و ہند کے معروف عالم دین اور سیاسی راہنما مولانا عبیداللہ سندھی جو اپنی ''ریشمی رومال'' کی تحریک کی وجہ سے جانے جاتے ہیں۔ حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں:

''حکیم نورالدین بہت بڑے عالم قرآن تھے۔ مَیں تو ہندوستان سے باہر کئی اسلامی ملکوں میں رہ چکا ہوں اور یہاں مکہ معظّمہ میں مختلف ملکوں سے بڑے بڑے مسلمان علماء آتے رہتے ہیں مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے، میں کہتا ہوں کہ میں نے آج تک علوم قرآن کا اتنا بڑا عالم نہیں دیکھا جتنے حکیم نورالدین تھے۔''

علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء سید میر حسن صاحب کے ساتھ آپ کے دیرینہ مراسم تھے علامہ اقبال بھی آپ کی بہت عزت واحترام کرتے تھے۔ اہم مسائل میں آپ سے رجوع کرتے اور آپ کی اصابت رائے کے قائل تھے۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ حضورؓ کی ایسی علمی شخصیت محض تحصیل علم کی مرہون منت نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت نے آپ کے تحصیل علم کے لئے کی جانے والی مشقّت پر ایسی نظر شفقت کی تھی کہ آپؓ کو اس علم کی راہ سے مامور زمانہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت کی سعادت بھی عطا ہوتی رہی اور حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد نظام خلافت کے قیام اور اس کے مقام کی حفاظت میں آپ کو غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی اور منافقین کے اعتراضات کو آپؓ نے علم کلام کی رُو سے ایسا ردّ فرمایا کہ اُن کے لئے جماعت مومنین میں کوئی جگہ نہ چھوڑی۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے علم حاصل کرنے کے لئے نہایت تکلیف دہ سفر کی صعوبتیں بھی برداشت کی تھیں اور تحصیل علم کے لئے بے شمار قربانی دی تھی۔ علم کے حصول کی یہی تڑپ آپؓ کے والد محترم میں بھی تھی۔ چنانچہ حضورؓ خود فرماتے ہیں کہ ہم نو بہن بھائی تھے، مَیں سب سے چھوٹا تھا۔ ہمارے باپ نے ہم سب کو پڑھانے کی بے حد کوشش کی۔ ہمارے ایک بڑے بھائی تھے جو ہم سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔ ہمارے باپ کے حکم سے وہ ایک مدن نامی جذامی کے پاس پڑھنے جاتے تھے جو فارسی کا ماہر تھا۔ شہر والوں نے کہا کہ آپ اپنے لڑکے کو کوڑھی کے پاس پڑھنے بھیجتے ہیں۔ ہمارے باپ نے فرمایا کہ کوڑھی عالم ہو تو جاہل تندرست سے اچھا ہے۔...... جب مَیں تحصیل علم کے لئے پردیس کو جانے لگا تو فرمایا اتنی دُور جا کر پڑھو کہ ہم میں سے کسی کے مرنے جینے سے ذرا بھی تعلق نہ رہے اور تم اس بات کی اپنی والدہ کو خبر نہ کرنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ حصول تعلیم کے لئے اپنی تڑپ کا اظہار کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ جب مَیں بغرض تعلیم حکیم علی حسین صاحب کے پاس لکھنؤ پہنچا تو حکیم صاحب نے فرمایا: طب کہاں تک پڑھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا افلاطون کے برابر۔ حالانکہ مجھے قطعاً خبر نہ تھی کہ افلاطون کوئی حکیم ہے یا طبیب۔ آپ نے ہنس کر فرمایا: ''کچھ تو ضرور ہی پڑھ لو گے۔ اگر کسی چھوٹے کا نام لیتے تو میرے دل کو بہت صدمہ پہنچتا کیونکہ ہر انسان اپنی غایت مطلوب تک نہیں پہنچتا''۔

☆ **سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ** اس عظیم الشان پیشگوئی کے مصداق تھے کہ: ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا''۔ چنانچہ آپؓ نے تحریر و تقریر کی صورت میں جو شاندار علمی خزانہ چھوڑا ہے وہ اس پیشگوئی پر مہر صداقت ثبت کر رہا ہے۔

حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ اپنی ظاہری تعلیم کے حصول سے متعلق فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل سے جس طرح پڑھا ہے اور کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا۔ آدھ آدھ پارہ بخاری کا آپ پڑھاتے تھے اور کہیں کہیں خود بخود ہی کچھ بتا دیتے تھے۔ اور بعض اوقات سبق کے انتظار میں سارا سارا دن گزارنا پڑتا تھا اور کھانا بھی بے وقت کھایا جاتا تھا''۔

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے باون سالہ دورِ خلافت میں مسلمانوں میں علمی ترقی کے لئے مختلف سکیمیں چلائیں اور احمدیوں میں علم کی ترویج کے لئے بھی بے حد مساعی فرمائی۔ ذیلی تنظیموں کے قیام کا ایک مقصد تحصیل علم بھی تھا چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کے بعد آپؓ نے فرمایا:

''نویں بات جس کی طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں وہ علم کا عام کرنا ہے۔ میں پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں کہ ان کا فرض ہے کہ علم سکھیں۔ لیکن ان کا اپنا علم حاصل کر لینا کام نہیں آ سکتا جب تک کہ دوسروں میں تعلیم کی اشاعت نہ کریں...... میں نے ان کے سپرد یہ کام کیا ہوا ہے کہ قادیان میں کوئی ان پڑھ نہ رہے اور کوشش کریں کہ سال دو سال کے عرصہ میں کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو پڑھا ہوا نہ ہو خواہ احمدی عورت ہو یا مرد، بچہ ہو یا بوڑھا سب پڑھے لکھے ہونے چاہئیں...... خدام الاحمدیہ کو تعلیم کے عام کرنے کی طرف خاص توجہ کرنی چاہئے''۔

(اخبار الفضل، ۲۸ /مارچ ۱۹۳۹ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی طرح سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ بھی دینی و دنیاوی، دونوں قسم کے علوم کے حصول کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآنی تعلیم کو سمجھیں۔ ہر احمدی نوجوان کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآنِ کریم جانتا ہوں...... سارے علوم قرآنِ کریم میں پائے جاتے ہیں اگر انسان کو قرآنِ کریم کا صحیح علم ہو تو اسے اَور علوم خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں...... یہ سائنس کی ترقی کا زمانہ ہے اس لئے خدام الاحمدیہ کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد سائنس کے ابتدائی اصولوں سے واقف ہو جائے''۔

اسی تسلسل میں مزید فرماتے ہیں:

''جہاں ہمارے دوست دینی علوم سے واقف ہوں وہاں کچھ نہ کچھ سائنس کے ابتدائی اصول سے ضرور واقفیت ہونی چاہئے کیونکہ ان کا جاننا بھی اس زمانہ کے لحاظ سے بہت ضروری ہے''۔

(تقریر سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ 1945ء۔ مشعلِ راہ ص 520تا 530)

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ ایک احمدی کے لئے ہر قسم کے علوم کے حصول کا بہترین مقصد خدمت دین ہونا چاہئے۔ اس حوالہ سے حضرت مصلح موعودؓ زندگی وقف کرنے والوں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ:

''ایک وہ جن کا رجحان اس طرف ہے کہ دین کا علم سیکھ کر دین کی خدمت کی جائے اور دوسرے وہ جن کا رجحان اس طرف ہے کہ دنیا کا علم سیکھ کر دین کی خدمت کریں۔ سلسلہ کے لئے دونوں قسم کے آدمیوں کی ضرورت ہے۔''

(مشعل راہ صفحہ ۵۴۲)

حضورؓ نے احمدیت کی ترقی میں علم کی اہمیت کو نظر انداز نہیں فرمایا۔ چنانچہ قومی

ترقی کو تعلیم سے مشروط قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''ترقی کرنے والی قوم کے لئے ایک نہایت اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے جوان زیادہ سے زیادہ تعلیم یافتہ ہوں......ہمیں زیادہ سے زیادہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ضرورت ہے۔'' (اخبار الفضل ربوہ. ۱۳/اکتوبر ۱۹۶۰)

جس طرح حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ علم سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح مثیل مسیح موعود نے قابلیت کو اعتماد کا دوسرا نام قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

''ہماری کامیابی ہمارے طالب علموں کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے نوجوان اگر اعلیٰ قابلیتیں پیدا کر لیں تو دنیا کے اعداد و شمار ہمارے راستے میں روک نہیں بن سکتے۔'' (اخبار الفضل ربوہ ، ۲۴/ستمبر ۱۹۶۰)

پھر سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ بھی تمام علوم کا سرچشمہ صرف قرآن کریم کو ہی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو کچھ علم کہلانے کا مستحق ہے وہ قرآنِ کریم میں موجود ہے اور جو قرآنِ کریم میں نہیں وہ علم نہیں جہالت ہے......اور میں اس کے لئے قسم اٹھانے کو تیار ہوں۔''

(پمفلٹ: احمدی طلباء، اک نظر خدا کے لئے۔ صفحہ ۳، شائع کردہ ASO)

☆ **حضرت حافظ مرزا ناصر احمدؒ خلیفۃ المسیح الثالث** نہ صرف دینی لحاظ سے حافظ قرآن اور قرآن کریم کے علوم پر گہری نظر رکھنے والے وجود تھے بلکہ دنیاوی پہلو سے بھی اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے اور ایم۔ اے (آکسن) تھے۔ آپؒ برسوں تعلیم الاسلام کالج اور جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے اور ان اداروں کی نیک نامی اور اعلیٰ اخلاقی معیار کی شہرت کے ساتھ آپؒ کے بلند اخلاق اور اعلیٰ ذوق کی خوشبو بھی دُور دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ مسندِ خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد بھی آپؒ نے طلباء کو بے حد شفقت سے نوازا اور ایک عظیم الشان تعلیمی منصوبہ کا بھی اعلان فرمایا۔ جس کے اہم نکات یہ تھے:

1۔ ہر احمدی بچہ یسرنا القرآن پڑھے۔ جو احباب قرآنِ کریم ناظرہ جانتے ہیں وہ ترجمہ سیکھیں اور جو ترجمہ جانتے ہیں وہ نبی کریم ﷺ کی بیان فرمودہ تفسیر سیکھیں۔

(روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۹/اکتوبر ۱۹۷۹ء)

2۔ آئندہ دس برس کے اندر ہر احمدی قرآنِ کریم کی تفسیر اپنی عمر کے مطابق حاصل کرے۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۹ء)

3۔ ہر بچہ کم از کم میٹرک اور ہر بچی کم از کم مڈل تک تعلیم حاصل کرے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۴/اپریل ۱۹۸۱ء)

4۔ کوئی احمدی بچہ پیچھے نہ رہے گا۔ وہ ذہین بچے جو حالات کی وجہ سے آگے نہیں آ سکتے، انہیں جماعت سنبھالے گی دعائیہ لحاظ سے بھی اور مالی لحاظ سے بھی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۱/اپریل ۱۹۸۱ء)

5۔ غریب طلباء کے لئے حضور نے جو وظائف جاری فرمائے، اس بارہ میں احباب جماعت کو انتہائی اہم نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''میں نے وظائف کا اعلان کیا تھا کہ مستحق اور ذہین طلباء کو بغیر ذہنی نشوونما کے نہیں چھوڑا جائیگا۔ اس کا نام انعامی وظیفہ نہیں بلکہ ادائیگی حقوق طلباء رکھنا چاہئے''۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۹ء)

گویا ایسے طلباء کا یہ حق قرار دے دیا کہ اُن کی ذہنی استعدادوں کو کمال تک پہنچانے کی ذمہ داری جماعت کی ہے۔

6۔ حضور نے پانچویں سے پی ایچ ڈی تک چوٹی پر رہنے والے طلباء کو صد سالہ احمدیہ تعلیمی منصوبہ کے تحت طلائی اور نقرئی تمغہ جات نیز اپنے دستخطوں کے ساتھ تفسیر قرآن کریم بھی مرحمت فرمانے کا پروگرام پیش فرمایا۔ قرآن کریم کی تفسیر دینے کے پیچھے جو مقصد کارفرما تھا، اس بارہ میں حضورؒ نے فرمایا:

''اس عظیم منصوبہ کو جاری کرنے سے میرا مقصد یہ ہے اور میری تمام تر دلچسپی اس بات میں ہے کہ قرآنِ کریم کے علوم کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت ہو۔''

(دورہ مغرب صفحہ۷)

گویا آپؒ کے نزدیک بھی تحصیلِ علم مقصد قرآنِ کریم کی خدمت ہی تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ طالبعلمی کے دوران بھی اپنی ممتاز خصوصیات کے بدولت نہایت احترام سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کے بچپن کے دوست اور کلاس فیلو شیخ محبوب عالم خالد صاحب گورنمنٹ کالج لاہور کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ روزانہ کالج کے علاوہ چھ سات گھنٹے پڑھتے تھے۔ اور چھٹی والے دن بارہ بارہ، تیرہ تیرہ گھنٹے پڑھتے تھے۔

آپؒ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کالج لاہور کے زمانۂ طالب علمی میں آپ کو ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا جب امتحان کے دنوں میں بعض لڑکوں کو اگلے روز ہونے والے امتحانی پرچے کا علم ہو گیا تو انہوں نے نصف شب کو آپ کو جگایا اور امتحانی پرچے کی نقل دینا چاہی۔ اس آپ نے فرمایا: ''میں صرف اصل محنت کا صلہ لینے کا حقدار ہوں جو میں نے کی۔ جو نمبر مفت ملتے ہیں وہ میں کبھی نہ لوں گا۔ تم نے اپنی سمجھ کے مطابق مجھے فائدہ پہنچانے کی کوشش کی اس کے لئے میری طرف سے شکریہ۔ مگر اب مجھے سونے دیجئے۔'' یہ سن کر پرچہ بردار شرمندہ ہو کر چلے گئے۔

6 ستمبر 1934ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان بھجوایا۔ آپ کی شادی کو ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے رخت سفر باندھنا پڑا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے قیام انگلستان کے دوران وہاں کے طلبہ کی محنت کی عادت کو خاص طور پر نوٹ فرمایا اور ایک مرتبہ احمدی طلبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

''آکسفورڈ میں اچھا طالب علم وہ سمجھا جاتا ہے جو کلاس ورک کے علاوہ بارہ گھنٹے سٹڈی کرتا ہے، یعنی کلاس روم کے علاوہ بارہ گھنٹے سٹڈی کرنے والا اچھا طالب علم اور آٹھ گھنٹے سٹڈی کرنے والا درمیانہ طالب علم اور جو کلاس روم کے علاوہ پانچ گھنٹے سٹڈی کرتا تھا اس کے متعلق وہ کہتے تھے کہ پتہ نہیں یہ یہاں کیوں آ گیا ہے، اس کو پڑھائی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مگر ہمارے ہاں اچھا طالب علم شائد اسے سمجھا جاتا ہے جو روزانہ پانچ گھنٹے اوسط پڑھتا ہے۔ لیکن وہاں انہوں نے وقت مقرر کیا ہوتا ہے کہ آٹھ یا دس گھنٹے یا بارہ گھنٹے پڑھائی ضرور کرنی ہے۔''

زمانۂ طالبعلمی کے دوران آپؒ نے اپنے بلند اخلاق سے احمدیت کی تبلیغ کا بھی حق ادا کرنے کی کوشش کی اور ۱۹۳۵ء میں لندن سے ''الاسلام'' کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری فرمایا۔

☆ **سیدنا حضرت مرزا طاہر احمدؒ خلیفۃ المسیح الرابع** کی ساری زندگی ہی تحصیل علم اور پھر اُس علم کی ترویج میں گزری۔ ابتداء سے ہی آپؒ کو مختلف علوم کی کتب پڑھنے کا شوق تھا اور حضرت مصلح موعودؓ کی لائبریری نے اس شوق کو مزید جلا بخشی۔ اگرچہ آپؒ فرماتے ہیں کہ نصابی کتب کی حد تک آپؒ بہت اچھے طالبعلم نہیں تھے لیکن دیگر علوم کو آپؒ نے نہ صرف حاصل کیا بلکہ دعوت الی اللہ اور تربیت کے میدان میں اس کا بہترین استعمال بھی فرمایا۔ شاندار انتظامی صلاحیت نے سونے پر سہاگہ کا کام دیا اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف آپؒ کی شاندار قیادت سے جماعت میں نئی زندگی پیدا ہوگئی بلکہ آپؒ نے احمدیوں

کے علم میں ترقی کے لئے گرانقدر خدمات بھی سرانجام دیں۔

آپؒ مسند خلافت پر متمکن ہونے سے قبل ہی احمدی طلباء کے نہایت ہی شفیق سرپرست تھے۔ تعلیم کی ضرورت واہمیت پر آپ نے بے شمار مرتبہ طلباء سے خطاب فرمایا اور ہمیشہ علم کا مقصد محض اسلام اور قرآنِ کریم کی خدمت قرار دیا۔ آپؒ نے ۱۹۸۳ء میں احمدیہ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے دوسرے سالانہ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے تراجم قرآنِ کریم کی غرض سے احمدی طلباء کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی ہدایت بھی فرمائی۔

حضورؒ نے دینی تعلیم کو رائج کرنے کے سلسلہ میں بھی خصوصی جدوجہد فرمائی۔ آپؒ کے بابرکت دَور میں جامعہ احمدیہ کے نظام کو ہر پہلو سے وسعت عطا ہوئی۔ اسی طرح علم کے پرکھنے اور مختلف دینی و دنیاوی علوم کو سامنے رکھتے ہوئے بہترین نتیجہ اخذ کرنے کے سلسلہ میں بھی آپؒ نے شاندار راہنمائی فرمائی۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے احمدی طلباء کی نہ صرف علمی اور ذہنی بلکہ جسمانی اور روحانی طور پر بھی راہنمائی فرمائی۔ بحیثیت سرپرست، مختصر سے عرصہ میں طلباء کو مضبوط اور فعال تنظیم میں اکٹھا کرنا آپؒ کا شاندار کارنامہ ہے۔ ناظم ارشاد وقف جدید کے حوالہ سے حضورؒ نے دیہاتی جماعتوں میں احمدیوں کی عمومی تعلیمی حالت میں اضافے کے علاوہ خاص طور پر زراعت اور مویشیوں وغیرہ سے متعلق علوم کی ترویج کے لئے بہت کام کیا۔ خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد واقفین نو کی تعلیم وتربیت کے حوالہ سے آپؒ نے نہایت دُوررَس ارشادات سے جماعت کو نوازا۔ نہایت بلند پایہ کتب تصنیف فرمائیں جنہوں نے علمی دنیا میں بلاشبہ تہلکہ مچادیا۔ اسی طرح مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے ذریعے دینی و دنیاوی علوم کے دریا بہاتے ہوئے گویا ساری دنیا میں لاکھوں افراد کو اپنے علم سے براہ راست فیض پہنچایا۔ یہ فیض اب قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ

☆ **سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز** نہ صرف خود اعلیٰ تعلیم یافتہ اور زراعت میں پاکستان کی بہترین یونیورسٹی سے ایم۔ایس۔سی ہیں بلکہ علم کی ترویج واشاعت کے سلسلہ میں مغربی افریقہ کے ملک غانا میں قریباً آٹھ سال تک تدریسی خدمات بھی سرانجام دے چکے ہیں۔ نیز حسن اتفاق ہے کہ ۱۹۸۵ء میں غانا سے واپس پاکستان آنے کے بعد آپ کو دیگر اہم خدمات کی سرانجام دہی کے علاوہ بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ بھی خدمت کی توفیق ملتی رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی حصول علم کے حوالہ سے گزشتہ خلفاء کی مساعی کو نہ صرف جاری رکھا بلکہ زمام خلافت سنبھالنے کے چند ماہ بعد ہی اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ ردسمبر ۲۰۰۳ء میں سیکرٹریان تعلیم کو نہایت اہم اور قیمتی نصائح ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:

''سیکرٹری تعلیم کا یہ کام ہے کہ اپنی جماعت کے ایسے بچوں کی فہرست بنائے جو پڑھ رہے ہیں، جو سکول جانے کی عمر کے ہیں اور سکول نہیں جا رہے۔ پھر وجہ معلوم کریں کہ کیا وجہ ہے، وہ سکول نہیں جا رہے۔ مالی مشکلات ہیں یا صرف نکماپن ہی ہے۔ اور ایک احمدی بچے کو تو توجہ دلانی چاہئے کہ اس طرح وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ مثلاً پاکستان میں ہر بچہ کے لئے خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ شرط لگائی تھی کہ ضرور میٹرک پاس کرے بلکہ اب تو معیار کچھ بلند ہوگئے ہیں اور مَیں کہوں گا کہ ہر احمدی بچے کو ایف۔اے ضرور کرنا چاہئے...... دوسرے ملکوں میں، یہاں بھی مَیں نے دیکھا ہے کہ یورپ اور امریکہ کے بعض لڑکے ملتے ہیں وہ پڑھائی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ تو یہ کم از کم معیار ضرور حاصل کرنا چاہئے بلکہ جہاں تک تعلیمی سہولتیں ہیں، بچوں کو اَور بھی آگے پڑھنا چاہئے اور سیکرٹریان تعلیم کو اپنی جماعت کے بچوں کو اس طرف توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ اگر تو یہ بچے جس طرح مَیں نے پہلے کہا، کسی مالی مشکل کی وجہ سے انہوں نے پڑھائی چھوڑی ہوئی ہے تو جماعت کو بتائیں، جماعت احمدیہ حتی الوسع ان کا انتظام کرے گی۔ اور پھر یہ بھی ہوتا ہے بعض دفعہ کہ بعض بچوں کو عام روایتی پڑھائی میں دلچسپی نہیں ہوتی۔ اگر اس میں دلچسپی نہیں ہے تو پھر کسی ہنر کے سیکھنے کی طرف بچوں کو توجہ دلائیں۔ وقت بہرحال کسی احمدی بچے کا ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ پھر ایسی فہرستیں ہیں جوان پڑھے لکھوں کی تیار کی جائیں جو آگے پڑھنا چاہتے ہیں۔ ہائر سٹڈیز کرنا چاہتے ہیں لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے نہیں پڑھ سکتے۔ تو جس حد تک ہوگا، جماعت ایسے لوگوں کی مدد کرے گی۔''

پھر حضور انور نے ۲۰۰۴ء میں اپنے دورۂ افریقہ کے دوران متعدد احمدیہ سکولوں، کالجوں اور جامعہ احمدیہ کا معائنہ بھی فرمایا اور اس دوران غانا کے مختلف سکولوں کو چالیس سے زیادہ کمپیوٹر اور چند ایئر کنڈیشنر خرید کر دینے کا وعدہ بھی فرمایا۔ غانا میں جامعہ احمدیہ کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس کی روشنی میں فرمایا کہ عالم ہی حقیقی تقویٰ حاصل کرسکتا ہے۔ یہاں علم سے مراد دراصل قرآن مجید کا علم ہے نہ کہ سائنس اور دیگر علوم۔ یہ علوم تو غیر متقی بھی حاصل کرسکتے ہیں مگر قرآن مجید کا علم صرف متقی کو دیا جاتا ہے۔

حضور انور نے بورکینا فاسو میں خاص طور پر ہدایت فرمائی کہ بچوں کو تعلیم دلوانے کے لئے قومی شعور بڑھایا جائے اور والدین کو ترغیب دلائی جائے اور ٹارگٹ بنالیں کہ امسال اتنے بچوں کو تعلیم دلوانی ہے۔

لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں تمام خلفاء کا دستور رہا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم کی فضیلت اور اس کی ترویج کے لئے بھی ہر پہلو سے کوششیں فرماتے ہیں اس لئے حضور انور ایدہ اللہ کا یہ ارشاد بھی سامنے رکھنا چاہئے۔ فرمایا:

''بچوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں اور خود بھی پڑھیں۔ ہر گھر سے تلاوت کی آواز آنی چاہئے۔ پھر ترجمہ پڑھنے کی کوشش بھی کریں۔ اور سب ذیلی تنظیموں کو اس سلسلے میں کوشش کرنی چاہئے، خاص طور پر انصاراللہ کو کیونکہ میرے خیال میں خلافت ثالثہ کے دَور میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا۔ اسی لئے ان کے ہاں ایک قیادت بھی اس کے لئے ہے جو تعلیم القرآن کہلاتی ہے۔ اگر انصار پوری توجہ دیں تو ہر گھر میں باقاعدہ قرآن کریم پڑھنے اور اس کو سمجھنے کی کلاسیں لگ سکتی ہیں۔'' (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ ؍ستمبر ۲۰۰۴ء)

الغرض علم کے حصول کی اہمیت اور اس کی فضیلت کے ساتھ ساتھ جب ہم آنحضور ﷺ، خلفائے راشدہ اور پھر نشأۃ ثانیہ میں حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفائے عظام کی سنت پر نظر ڈالتے ہیں تو حقیقی علوم کی ترویج کے لئے ان پاکیزہ دلوں میں موجود جوش اور تڑپ کی جھلکیاں بھی ملاحظہ کرسکتے ہیں۔ اور ہم پر فرض عاید ہوتا ہے کہ اطاعت کا نمونہ پیش کرتے ہوئے علم کے حصول اور اپنے معاشرہ میں اس کی ترویج واشاعت کو ایک ذمہ داری سمجھیں۔ یہ ذمہ داری بحیثیت ایک احمدی مسلمان کے بھی ہم پر عاید ہوتی ہے اور ایک انسان کی حیثیت میں بھی یہ ہمارا اولین فرض ہے۔

(آئندہ شمارہ میں جاری ہے)

سالانہ رپورٹ کارگزاری انصاراللہ یوکے برائے 2005ء

(مرتّبہ: چوہدری محمد ابراہیم ایڈیشنل قائد عمومی)

جنوری 2005ء سے مکرم صدر صاحب انصاراللہ یوکے نے سیدنا امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے نئی نیشنل مجلس انصاراللہ کی ایک سال کیلئے منظوری لے کر دعاؤں اور نئے جذبہ کے ساتھ کام کا آغاز کیا۔ دوران سال مجلس کو جن اہم امور کی توفیق عطا ہوئی، اُن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

☆ گذشتہ سالوں میں ۸۵ مجالس انصاراللہ میں سے بیس سے تیس مجالس کی طرف سے رپورٹ آیا کرتی تھیں اور دراصل یہی رپورٹس حضور کی خدمت میں رپورٹ بھجوانے کی بنیاد بنتی رہیں۔ لہٰذا اس طرف خصوصی توجہ دی گئی چنانچہ اوسطاً 55 مجالس کی طرف سے ماہانہ رپورٹس ملنے لگیں۔ ان رپورٹس کی مطابق گزشتہ سال 473 اجلاسات عام اور 343 مجلس عاملہ کے اجلاسات منعقد ہوئے۔

☆ عہدیداران کی راہنمائی کے لئے ریجنل ریفریشر کورسز منعقد کئے گئے جن میں صدر صاحب کی سرکردگی میں نیشنل عاملہ کے ممبران مرکز کی طرف سے شامل ہوتے رہے۔ دوران سال کل گیارہ ریفریشر کورسز منعقد ہوئے۔

☆ 2005ء میں 9 ریجنل اجتماعات مختلف مقامات پر منعقد ہوئے۔

☆ دوران سال نیشنل عاملہ کے ماہانہ اور ہفتہ وار اجلاسات باقاعدہ منعقد ہوتے رہے۔ اجلاسات کے Minutes بھی متعلقہ اراکین کو بھجوائے جاتے رہے تاکہ عاملہ کے فیصلہ جات پر عملدرآمد کا جائزہ لیا جاتا رہے۔ نیز مسجد بیت الفتوح میں نیشنل دفتر ہر روز کھلتا رہا۔ دوران سال مجالس کی طرف سے 2038 خطوط موصول ہوئے جبکہ مرکز کی طرف سے مجالس کو 10287 خطوط و سرکلرز ارسال کئے گئے۔

☆ حضرت امیرالمومنین ایدہ للہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق سالانہ چیریٹی واک 12 جون 2005ء کو ہارٹلے پول میں منعقد کی گئی جس میں ملک بھر کے نوسو سے زیادہ انصار نے حصہ لیا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے 54 ہزار پونڈ سے زیادہ رقم جمع ہوئی جو مختلف چیریٹیز میں تقسیم کی گئی۔ اس کی تفصیلی رپورٹ شائع کی جاچکی ہے۔

☆ مجلس انصاراللہ یوکے کی خوش قسمتی ہے کہ اسے خلیفۂ وقت کے ارشاد کی تعمیل میں ہارٹلے پول میں مسجد کی تعمیر کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس کی تفصیلی رپورٹ قبل ازیں شامل اشاعت کی جاچکی ہے۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ مسجد کی تعمیر کے لئے پانچ لاکھ پاؤنڈ کے اندازہ خرچ کے مقابل پر انصار نے اس مد میں سات لاکھ پاؤنڈ سے زائد پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

☆ مجلس انصاراللہ کا سالانہ بجٹ اور وصولی کی شرح یوں رہی:

چندہ مجلس £1,38,014 اور چندہ اجتماع £15,538۔ میزان £1,53,552

یہ بجٹ گذشتہ سال کے مقابل پر شرح میں اضافہ کی وجہ سے قریباً دوگنا تھا۔ یہ امر خوشی کو موجب ہے کہ انصار نے مسجد کی تعمیر میں ایک خطیر رقم کی ادائیگی کے ساتھ اپنا سالانہ بجٹ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے سو فیصد پورا کر دیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

☆ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں مجلس انصاراللہ یوکے نے جنوری ۲۰۰۴ء سے مجلس انصاراللہ کا ترجمان رسالہ ''انصارالدین'' جاری کیا ہوا ہے۔ امسال بھی یہ رسالہ باقاعدگی کے ساتھ شائع ہوتا رہا اور برطانیہ کے جملہ انصار (2083) کو بذریعہ ڈاک بھجوایا جاتا رہا۔

☆ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت گذشتہ سال سے قیادت تعلیم القرآن کے تحت مختلف مجالس میں ترجمۃ القرآن کلاسز کا اجراء کیا گیا۔ بعض مجالس میں روزانہ اور بعض میں ہفتہ میں دو دفعہ کلاسز جاری ہوئیں۔ چنانچہ گذشتہ سال مجالس میں 247 کلاسز منعقد ہوئیں جن میں 529 انصار نے حصہ لیا۔ ان کلاسز کے لئے پہلے پارہ کا تحت اللفظ ترجمہ (از مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر ڈیرہ غازی خان پاکستان) کی نقول مجالس کو بھجوائی گئیں۔ مجلس انصاراللہ یوکے کی طرف سے حضور کے ارشاد کی تعمیل میں قرآن کریم کے پانچ پاروں کے تحت اللفظ ترجمہ کا (نظر ثانی کرواکر) طباعت کا انتظام کیا جارہا ہے۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی باجماعت ادائیگی کے لئے ارشاد فرمایا تھا کہ ''انصاراللہ کی ہر مقامی مجلس کے ذمہ یہ کام لگائیں کہ وہ انصار اور ان کے ذریعہ گھر گھر میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے اور اس کی نگرانی رکھنے کا کام کریں اور ہر تین ماہ بعد جائزہ لے کر رپورٹ دیا کریں کہ کون کون ہیں جو نمازوں کی ادائیگی کے لئے نہیں آتے۔ ایسے لوگوں کے ساتھ پھر عاملہ کے ذریعہ رابطہ ہونا چاہیے اور انہیں گھر گھر جا کر توجہ دلانی چاہئے کہ ہر حال میں وہ نمازوں کی ادئیگی کیا کریں ورنہ ان کی اولادوں کی روحانی زندگیوں کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی''۔ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں فوری طور پر Tarbiyyat Week Report Form'' بنا کر زعماء کے ذریعہ تمام انصار کو تقسیم کیا گیا اور اس کی رپورٹ زعماء سے لی جاتی رہی اور ہر تین ماہ کے بعد مفصل رپورٹ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی جاتی رہی اور یہ سلسلہ خدا کے فضل سے جاری ہے اور انصاراللہ کے لائحہ عمل کا مستقل حصہ بن گیا ہے۔

☆ دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں گزشتہ سال کے دوران ون ٹو ون سٹنگ 680 اور وڈیو سٹنگ 59 ہوئیں جن میں 244 مہمان شامل ہوئے۔ دوران سال آٹھ نمائشیں لگائی گئیں اور سوال وجواب کی سترہ مجالس کا انعقاد ہوا۔ نیز 23 تبلیغی لیکچرز، ایک ریڈیو انٹرویو، 23 ریفریشر کورسز انصار کے لئے اور 30 سے زائد کورسز داعیان خصوصی کے لئے منعقد کئے گئے جبکہ پانچ تبلیغی سٹال بھی لگائے گئے۔

☆ مجلس انصاراللہ یوکے کا ۲۴واں سالانہ اجتماع مورخہ 23,24,25 ستمبر 2005ء بمقام بیت الفتوح مارڈن منعقد ہوا۔ اسکی رپورٹ شائع کی جاچکی ہے۔

☆ مجلس انصاراللہ یوکے نے یہ محسوس کر کے کہ بعض معمر اور معذور انصار کو کبھی باہر نکلنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا اور نہ ہی انہیں دوسرے احمدی بھائیوں سے تبادلہ خیال اور اپنے تجربات بیان کرنے کا موقع ملتا ہے اور اس طرح ان کے اندر احساس محرومی پایا جاتا ہے حالانکہ ان میں بعض وہ بزرگ ہیں جنہوں نے احمدیت کے لئے بڑی بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔ چنانچہ ریجنز کو ان سینئر انصار کی ماہانہ میٹنگ منعقد کرنے کی تحریک کی گئی۔ بعض ریجنز میں اس پر عمل ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین

انصار ڈائجسٹ

محمود احمد ملک

اس کالم میں قارئین کی طرف سے موصول شدہ دلچسپ اور مفید تحریریں شامل اشاعت کی جاتی ہیں۔ قارئین خود لکھ کر یا اپنے زیر مطالعہ کسی کتاب یا رسالہ سے اخذ کرکے ہمیں کچھ بھی بھجواسکتے ہیں۔ تحریر مختصر اور باحوالہ ہونی چاہئے۔ ہمارا پتہ ہے:

Ansar Digest, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL. e-mail: ansar_digest@yahoo.co.uk

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی انصار کو

نئی زبانیں سیکھنے کی تحریک

''انصار کو یہ مہم چلانی چاہئے کہ کوئی نہ کوئی زبان آجائے۔ اگر باہر کی نہیں سیکھ سکتے تو ملک کی دوسری زبان سیکھئے۔ آپ زبانیں سیکھئے۔ جتنے انصار ہیں آپ کی عمر ایسی نہیں کہ آپ سیکھ نہ سکیں۔ آپ کو خدا تعالیٰ نے جو بچپن کا ملکہ عطا فرمایا ہے وہ حاصل کرلیں اور سیکھنے میں بے تکلف ہوجائیں، کوئی شرم محسوس نہ کریں۔ ٹوٹے پھوٹے فقرے سیکھے جاتے ہیں، بیشک سیکھیں اور انہیں بولیں۔''

(انصار اللہ ربوہ مئی 1987ء)

ملبورن میں چونٹیوں کی سپر کالونی

گزشتہ سال آسٹریلیا کے شہر ملبورن کے قریب ایک سوکلومیٹر پر پھیلی ہوئی دنیا میں چیونٹیوں کی سب سے بڑی بستی دریافت ہوئی۔ یہ چیونٹیاں ارجنٹائن سے لائی گئی تھیں اور حیوانوں کے سوبدترین دشمنوں میں شمار ہوتی ہیں۔ لیکن اب یہ مقامی کیڑوں، نباتات اور باقی حشرات الارض کے لئے خطرہ بن گئی ہیں۔

گو کہ یہ چیونٹیاں اپنی معمول کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے گروہوں میں رہتی ہیں لیکن آسٹریلیا میں ان بہت سے چھوٹے گروہوں نے ایک بہت بڑی آبادی کی شکل اختیار کرلی ہے۔ جس کی وجہ ایک ماہر کے مطابق یہ ہے کہ آسٹریلیا میں مختلف نوع کی چیونٹیاں موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ارجنٹائن میں مختلف نوع کی چیونٹیاں موجود ہیں اور وہ ایک دوسرے کی طرف نہایت جارحانہ رویہ رکھتی ہیں جس کی وجہ سے ان کی تعداد میں ایک توازن برقرار رہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۳۹ء میں جب ان چیونٹیوں کو آسٹریلیا لایا گیا تھا تو ان کے رویے میں بھی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور انہوں نے ایک دوسرے پر حملہ کرنا چھوڑ دیا یوں ان کی آبادی بڑھتی گئی اور ایک 'سپر کالونی' کی صورت اختیار کرگئی۔ انہوں نے کہا کہ ارجنٹائن سے لائی گئی چیونٹیوں نے مقامی چیونٹیوں کو ختم کردیا اور اب باقی حشرات اور نباتات کے لئے خطرہ بن گئی ہیں۔

آسٹریلیا واحد ملک نہیں جہاں ارجنٹائن کی چیونٹیوں نے مقامی حشرات کے لئے خطرہ پیدا کردیا ہو۔ امریکہ کی ریاست کیلی فورنیا میں بھی انہوں نے مقامی چیونٹیوں کو ختم کردیا ہے اور ان کی وجہ سے باقی حشرات کی تعداد میں بھی کمی واقع ہوئی ہے۔

زمین سے باہر کی دنیا

☆ گزشتہ سال امریکی خلائی ادارہ ناسا نے سورج کے سب سے نزدیک سیارے عطارد کیلئے اپنے تحقیقی مشن ''مرکری میسنجر پروب'' کو خلا میں بھیجا۔ بغیر انسان کے چلنے والے اس خلائی جہاز کو امریکی ریاست فلوریڈا سے روانہ کیا گیا۔ یہ سات سال میں اپنا تحقیقاتی مشن مکمل کرے گا اور ۲۰۱۱ء میں عطارد کے مدار میں پہنچے گا اور اس کے گرد ایک سال تک چکر لگا کر عطارد کی فضا اور اس میں موجود مختلف گیسوں اور ان کی ساخت کے بارہ میں معلومات اکٹھی کرے گا۔ یہ خلائی جہاز عطارد کی سطح، اس کی ارضیاتی تاریخ، اس کے قطبین اور اس میں پائی جانے والی کشش اور مقناطیسی قوت کے بارہ میں بھی اہم معلومات جمع کرکے زمین کو ارسال کرے گا۔ اس تحقیق پر ۴۲۷ ملین ڈالر خرچ آیا ہے۔

اس مشن کے سربراہ سین سولومن نے کہا ہے کہ وہ جاننا چاہتے ہیں کہ سورج کے قریب گردش کرنے والے سیارے زمین، زہرہ، مریخ اور عطارد سورج سے دُور سیاروں مشتری اور زحل سے اس قدر مختلف کیوں ہیں۔

زمین، مریخ اور زہرہ کی طرح عطارد سیارہ بھی پتھریلا ہے لیکن اب تک اس کے بارہ میں بہت کم تحقیق کی گئی ہے۔ ۱۹۷۳ء میں ناسا نے عطارد کے لئے خلائی جہاز بھیجا تھا جو تین مرتبہ عطارد کے قریب سے گزرا لیکن اس کے صرف ۴۵ فیصد حصے کی تصاویر لینے میں کامیاب رہا۔ عطارد ایک کثیف ترین سیارہ ہے اور اس کا دوتہائی حصہ فولاد پر مشتمل ہے۔ ماہرین اس بات پر حیران ہیں کہ دیگر سیاروں کی نسبت عطارد پر اتنی بڑی تعداد میں فولاد کے ذخائر کیوں پائے جاتے ہیں۔

کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ عطارد کی سطح بھی سورج سے قریب باقی سیاروں کی طرح پتھریلی تھی لیکن سورج سے چلنے والی ہواؤں کی وجہ سے وہ باقی نہ رہی۔ خطِ استوا کے قریب عطارد کا درجہ حرارت ۴۵۰ سنٹی گریڈ ہوتا ہے جبکہ اس کے قطبین میں درجہ حرارت منفی ۱۸۰ درجہ تک رہتا ہے۔ چنانچہ اس کے قطبین منجمند ہیں۔

☆ چند ماہ قبل سورج سے نکلنے والے ذرات جمع کر کے زمین پر لانے والا خلائی کیپسول امریکہ میں پیراشوٹ نہ کھلنے کے سبب زمین سے ٹکرا گیا۔ یہ کیپسول مقررہ وقت پر زمین کی فضا میں داخل ہوا لیکن اس سے جڑا ہوا پیراشوٹ نہیں کھل سکا اور وہ زمین سے ٹکرا گیا۔ اگرچہ کیپسول کو فضا میں پکڑنے کے لئے ہالی وڈ کے سٹنٹ پائلٹ بھی ہیلی کاپٹرز پر موجود تھے تاکہ کیپسول کو بہ سہولت زمین پر اتار سکیں۔

سائنسدان شمسی ہواؤں سے جمع کیے ہوئے ان ذرات پر تحقیق کرکے سورج اور سیاروں کے آغاز اور ارتقاء کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے تھے۔

☆ امریکی خلائی ایجنسی ناسا نے مارچ ۲۰۰۶ء میں پہلی بار سیارہ مشتری کے رنگین نقشے جاری کردیئے۔ یہ نقشے اُن تصاویر کو یکجا کرکے تیار کئے گئے ہیں جو ایک خلائی مشن نے دسمبر دوہزار میں مشتری کے قریب سے گزرتے وقت اُتاری تھیں۔ یہ خلائی مشن زحل کے لئے بھجوایا گیا تھا جو جولائی ۲۰۰۴ء میں زحل کے مدار میں پہنچ گیا تھا۔ مشتری کی لی جانے والی ان تصاویر میں مشتری کے دونوں قطب بھی دکھائے گئے ہیں۔ جبکہ کئی بادل ہوا کے جھونکوں یا سمندر کی موجوں کی طرح بھی دکھائی دیتے ہیں۔ سیارے کے وسط میں کچھ چمکنے والے دھبے بھی دکھائی دیتے ہیں جو بجلی گرانے والے طوفان

معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک ایسا سرخ نشان بھی نظر آتا ہے جو مسلسل بڑا ہو رہا ہے لیکن اس کی وجہ جاننے سے سائنسدان ابھی تک قاصر ہیں۔

کچھ عرصہ قبل امریکی خلائی ادارے ناسا نے اپنے ایک خلائی جہاز گلیلیو کو سیارہ مشتری سے ٹکرا دیا تھا۔ اس جہاز نے تباہی سے قبل مشتری کے مدار میں سیارہ کی فضا اور اُسکے گرد قائم مقناطیسی حصار سے متعلق اہم معلومات بھجوائی تھیں۔ ان معلومات اور تصاویر سے ہی معلوم ہوا تھا کہ مشتری کے ایک چاند جس کا نام یوروپا ہے، اُس کی سطح کے نیچے برف کا ایک پورا سمندر موجود ہے۔

☆ مارچ میں سیارہ زہرہ پر تحقیق کے لئے بھجوایا جانے والا خلائی جہاز کامیابی کے ساتھ سیارے کے مدار میں داخل ہوگیا۔ یہ خلائی جہاز جسے گزشتہ سال ۹ نومبر کو روس سے چھوڑا گیا تھا، قریباً پانچ سو دن تک سیارے کے گرد اپنے مدار میں چکر لگائے گا اور اس دوران زہرہ کی فضا کا معائنہ کرے گا۔ اس تحقیق کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ زمین کا قریب ترین ہمسایہ حجم اور آب و ہوا میں زمین سے مشابہت رکھنے کے باوجود ہماری دنیا سے اتنا مختلف کیوں ہے۔ زہرہ سیارے کی آب و ہوا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی غیر معمولی زیادتی کی وجہ سے سیارہ تک پہنچنے والی شمسی توانائی واپس باہر نہیں جاسکتی جس کے باعث اس کی سطح کا اوسط درجہ حرارت ۴۶۷ ڈگری سینٹی گریڈ رہتا ہے۔

نئے سمندر کی تخلیق

آئس لینڈ میں ماہرین ارضیات ایک کھولتے ہوئے آتش فشاں کے مرکز تک کھدائی میں مصروف ہیں۔ اس منصوبے پر بیس ملین ڈالر لاگت آئے گی جس کے نتیجے میں توانائی حاصل کرنے کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوسکے گا کہ سمندر کی نئی سطح کس طرح تخلیق ہوتی ہے۔ آئس لینڈ میں جیوتھرمل توانائی کے بہت سے پاور سٹیشن قائم ہیں جو بھاپ سے بجلی پیدا کرنے کا کام کرتے ہیں اور یہ توانائی ۶۰۰ سے ایک ہزار میٹر گہرے سوراخوں کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ بیس سال پہلے ایک ماہر ارضیات نے ایک گہرے سوراخ میں تھرمامیٹر ڈالا تو وہ مکمل طور پر پگھل گیا۔ یہ تھرمامیٹر ۳۸۰ ڈگری سینٹی گریڈ کے درجہ حرارت کی پیمائش کرسکتا تھا۔

قدرتی حسن سے مالامال آئس لینڈ کا چٹانی سلسلہ سطح سمندر سے اوپر ہونے کی وجہ سے ماہرین ارضیات کی رسائی میں ہے اور کئی منفرد خصوصیات کی بناء پر یہ بہت ہی غیر معمولی خطہ ارض ہے۔ آئس لینڈ میں آتش فشاں آخری بار چودھویں صدی میں پھٹا تھا۔

قابل فکر حقیقت...... ہکلاہٹ

بیتھ گلبرٹ کے مضمون "ہکلاہٹ: فسانہ یا حقیقت" سے ایک اقتباس ہدیۂ قارئین ہے:

ہکلاہٹ کے مرض کی ماہر کیتھرین منٹگمری کا ایک مریض ہکلانے کے ساتھ ساتھ نابینا بھی تھا۔ اس سے کسی نے ایک مرتبہ پوچھا کہ کیا چیز اسکی زندگی میں زیادہ مشکلات پیدا کر رہی ہے، اس کا دیکھ نہ سکنا یا ہکلانا؟ وہ بے ساختہ بولا" ہکلاہٹ، کیونکہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ہکلانا میرے اختیار سے باہر ہے"۔

دراصل ہکلاہٹ کے بارہ میں اول تو لوگ زیادہ جانتے نہیں اور اگر کچھ جانتے ہیں تو وہ زیادہ تر غلط ہے۔ میں ۱۹۸۱ء میں پیدا ہوا اور بولنے کے آغاز سے ہی ہکلاتا ہوں۔ ان دنوں میں ہکلاہٹ کا علاج قریباً نہ ہونے کے برابر تھا، چنانچہ میرے والدین نے مجھے ایک ماہر اطفال کے ہاں لے جانا شروع کر دیا جس نے مجھے افسردگی یا ڈیپریشن کی ادویات دینا شروع کر دیں۔ ان کے خیال میں میرے ہکلانے کی وجہ افسردگی یا ملال تھا۔ اس خیال میں وہ شاید اکیلے نہیں تھے کیونکہ کئی دوسرے لوگ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ہکلانے والے دانستہ طور پر دوسرے لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے ہکلاہٹ کا سہارا لیتے ہیں۔ بہرحال تقریباً پانچ سال کی عمر میں مجھے سکول داخل کرادیا گیا۔ تب سے اس پُر اذیت دَور کا آغاز ہوتا ہے جس نے مجھے احساس دلایا کہ میں باقی لوگوں سے مختلف ہوں۔ دوسرے بچوں کا میری اس کمزوری کو بھانپ کر مذاق اڑانا اور کبھی کبھار اذیت پر اتر آنا میرے لئے ایک دہشت ناک حقیقت تھی۔ اساتذہ کو شکایت کرنے پر ان کا ہمدردانہ رویہ بھی میرے لیے کچھ زیادہ تسلی کا باعث نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ اکثر مواقع پر تو اساتذہ کو یہ بتانا کہ دوسرے بچے مجھے ڈر پوک اور رونڈو کہتے ہیں مزید شرمندگی کا باعث بنتا۔

اسی طرح حالات بگڑنے پر والدین کا اسکول آنا بھی سودمند ہونے کی بجائے میری شرمندگی میں اضافہ ہی کرتا تھا کیونکہ دوسرے بچوں سے یہ کہنا کہ میری ہکلاہٹ کا مذاق نہ اڑائیں بذاتِ خود ایسی انوکھی درخواست ہوتی تھی کہ بچے اس کا بھی مذاق اڑائے بغیر دم نہ لیتے۔ میرے سکول کا زیادہ تر دَور اسی طرح گزرا اور میں سکول سے چھٹیاں کرنے میں اوّل آتا رہا۔

جب مَیں او لیول میں تھا تو میرے اٹکنے یا ہکلانے میں خاطر خواہ فرق پڑا اور کچھ عرصہ کے لئے تو میں بالکل ٹھیک ہوگیا بلکہ میں اسکول کا 'شائننگ سٹوڈنٹ' بن گیا۔ لیکن یہ دَور ایک سال سے زیادہ عرصہ کا نہ تھا کیونکہ اس کے بعد ہی دوبارہ اپنی پہلی حالت میں آ گیا اور زیادہ ہکلانے لگا۔ تاہم مَیں نے تعلیم نہیں چھوڑی بلکہ کمپیوٹر سائنس میں بیچلرز کیا۔ مگر تب تک میں اس قدر تھک چکا تھا کہ اس کے بعد پڑھائی چھوڑ دی۔

آجکل میں اپنے والد کے کاروبار میں شریک ہوں لیکن درحقیقت عملی زندگی میں مشکلات اور بھی بڑھ جاتی ہیں کہ آپ اکثر دوسروں کو اپنی بات نہیں سمجھا پاتے۔ یہ سچ ہے کہ بڑی عمر کے 'سلجھے' ہوئے لوگ بھی آپکے ہکلانے، اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے چہرے اور جسم کے مختلف زاویوں سے 'الجھ' جاتے ہیں۔ بڑی عمر کے ہکلانے والے مجھ سے اتفاق کریں گے کہ وہ اپنی زندگی میں بہت سے خوابوں، امنگوں اور خواہشوں کو عملی جامہ اسلئے نہیں پہنا سکتے کہ وہ ہکلاہٹ کی وجہ سے معاشرہ میں ایک حلقہ اثر نہیں بنا سکتے۔

خدا کا شکر ہے کہ میری معاشی حالت نہایت مستحکم ہے، لیکن میں ان ہکلانے والوں کی حالتِ زار کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں جن کو محض ہکلانے کی وجہ سے معاشی تنگیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ 'احساسات' کی جگہ 'حالتِ زار' میں نے اسلئے استعمال کیا ہے کہ بات صرف 'احساسات' تک ہی نہیں رہتی۔

ہپناٹزم عورتوں پر کم کارگر ہوتا ہے

امریکن سائیکالوجی سوسائٹی کے اجلاس میں بتایا گیا کہ ہپناٹزم یعنی تنویم کے ذریعہ سگریٹ نوشی چھوڑنے کا طریقہ عورتوں کی بجائے مردوں میں زیادہ کارآمد ثابت ہوا ہے۔ تحقیق کے مطابق عورتوں پر ہپناٹزم سے ترغیب مقابلتاً کم اثر کرتی ہے۔ اوہائیوسٹیٹ یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے ۵۶۰۰ افراد پر تحقیق سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہپناٹزم کے ذریعہ علاج کروانے والے مردوں میں شرح کامیابی ۳۰ فیصد جبکہ عورتوں میں ۲۳ فیصد تھی۔

تاہم یونیورسٹی میں سائیکالوجی کے اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر جوزف گرین اور ان کی ٹیم کا کہنا ہے کہ مردوں اور عورتوں کا ہپناٹزم کے اثرات کے لحاظ سے فرق صرف علاج معالجہ کے سلسلہ میں ہی دیکھا گیا ہے جبکہ ہپناٹزم عورتوں پر اسی طرح اثر انداز ہوتا ہے جیسے کہ مردوں پر۔

مانچسٹر (یوکے) کے ڈاکٹر پیٹر وورویل کہتے ہیں: "میرے خیال میں معدہ کی خرابی کے معاملہ میں بھی جنسی امتیاز دیکھا جاسکتا ہے۔ مردوں پر یہ طریقۂ علاج اتنا کارآمد ثابت نہیں ہوتا جتنا کہ عورتوں پر ہوتا ہے۔"